SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, December 15, 2003

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at one minute past six in the evening with Mr. Chairman (Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

و من احسن قولاً ممن دعآ الی الله وعمل صالحا وقال
انني من المسلمين- ولا تستوی الحسنة ولا السيئة ادفع
بالتی هی احسن فا ذا الذی بینک وبینه عدا وة كانه ولی
حمیم- وما يلقهآ الا الذین صبروا وما يلقها الا ذو حظ
عظیم- واما ینز غنک من الشیطن نزغ فاستعذ بالله انه
هو السمیع العلیم-

(ترجمہ) اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو خدا کی
طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ اور
بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی۔ تو (سخت کلامی کا) ایسے
طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو
گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی وہ تمہارا گرم جوش
دوست ہے۔ اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو
برداشت کرنے والے ہیں۔ اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو
بڑے صاحب نصیب ہیں۔ اور اگر تمہیں شیطان کی جانب سے
کوئی وسوسہ پیدا ہو تو خدا کی پناہ مانگ لیا کرو۔ بیشک وہ سنتا
جانتا ہے۔ (سورہ حم سجدہ، آیت ۳۳ تا ۳۶)

CONDOLENCES ON THE SAD DEMISE OF MAULANA SHAH AHMED NOORANI SIDDIQUI

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ جی وسیم سجاد صاحب۔

Mr. Wasim Sajjad: Mr. Chairman, with your permission I would like to express my deep shock, sadness on the sudden and very sad demise of our dear friend, colleague Maulana Shah Ahmed Noorani who was sitting with us on wednesday evening. His usual graceful and dignified self and who could have imagine that within a few hours he would be no more and that evening was his last visit to the Senate of Pakistan. Maulana Shah Ahmed Noorani was very distinguished scholar, a person who is respected widely within Pakistan and abroad. He had a large number of followers. He was a politician of a very high calibre, whose

council was sought by many many politicians, leaders and distinguished persons. Although he had a long political career, he was first elected to the National Assembly in 1971 elections and he was, therefore, one of the founders of the Constitution of Pakistan of 1973. And if we look at the debates of the National Assembly of that period, Mr. Chairman, one would find he had put in tremendous efforts and yet he had large inputs into the making of the Constitution of Pakistan. And specially sir, the Islamic provisions of the Constitution reflect his input and his working and his thinking as to what the constitutional system should be. He came from deeply religious family, his father was also a great *Aalim*, and as I said he was a person who will be severely missed not only in Pakistan but in Muslim countries elsewhere also. And I would say sir, that at this moment of time when there is some tension between the politicians, a person of his calibre, his wisdom, his understanding will be deeply missed in Pakistan. I would like to offer my condolences to the berieved family and to my friends and colleagues and pray to Almighty Allah that he may be given the choicest places in heaven.

Mr. Chairman, I would also like to take this opportunity to condemn in the strongest possible terms the sad incident which took place yesterday where an attempt was made on the life of the President of Pakistan. It is a very tragic, sad and condemnable incident. It is obviously an effort by anti-national elements to create chaos and uncertainty in Pakistan and I think, all sight minded people will condemn this act in the severious possible terms and I do hope that the authorities concerned will

make every effort to trace the evil doers, wrong doers and bring them to book. Thank you sir, it is all that I have to say.

Mr. Chairman: Thank you. I think we were discussing this with the Parliamentary Leaders in the last session before adjourning and we had decided that we will devote some time initially in memory of Maulana Shah Ahmed Noorani. senior colleague and I think well devote about an hour to that and we will adjourn for ten minutes and reconvene to discuss the recent incident of yesterday that you have mentioned because many of our colleagues would like to talk about that too. I think we follow that pattern. I would like to invite Prof. Ghafoor Ahmed.

پروفیسرغفور احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! ہم میں سے کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی تھی کہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی جو گذشتہ بدھ کو اس اجلاس میں موجود تھے وہ اگلے دن اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں گے۔انہوں نے اپنی پوری زندگی ملک و ملت کی خدمت اور دین کی تبلیغ میں گزاری۔ان کا دائرہ صرف پاکستان تک محدود نہیں تھا بلکہ دنیا کے مختلف ممالک میں ان کی تبلیغی سرگرمیاں تھیں، اسلامی مراکز تھے اور ان کے ہاتھ پر ہزاروں افراد مشرف بہ اسلام ہوئے۔ جس طرح جناب وسیم سجاد صاحب نے فرمایا ۱۹۷۳ء کے آئین کی تدوین اور اس کی منظوری میں مولانا شاہ احمد نورانی رحمتہ اللہ علیہ کا بہت بڑا کردار تھا۔ یہ آئین ایک ایسا آئین ہے جسے اس وقت کی حکومتی پارٹی، پاکستان پیپلز پارٹی نے اپوزیشن کے نکات کو ملحوظ رکھتے ہوئے مدون کیا اور یہ آئین آج تک پوری قوم کے لئے قابل قبول ہے۔ جناب چیئرمین! اس آئین کو اگر چھیڑا گیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ شاید پھر قوم کے لئے متفقہ آئین دوبارہ مدون نہیں ہو سکے گا۔

شاہ احمد نورانی کی ایسی شخصیت تھی کہ وہ پوری دنیا میں ہر دلعزیز تھے۔ پوری دنیا میں ان کے لئے ادب اور احترام ملحوظ رکھا جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حکومتی پارٹی اور عہدہ داران نے بھی

بخل سے کام نہیں لیا۔ جب ہم نے جمعرات کو یہ اندوہناک خبر سنی اس وقت ہم یہاں پارلیمنٹ ہاؤس میں تھے ایک کمیٹی روم میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مولانا نورانی اب اس دنیا میں موجود نہیں ہیں۔ ہم سرعت کے ساتھ ہسپتال گئے اور ہم نے دیکھا کہ وزیرصحت پہلے سے وہاں پر موجود تھے اور وہ نگرانی کر رہے تھے تو مجھے یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ ڈاکٹروں نے یہ بتایا کہ جب گھر سے نورانی صاحب کو ہسپتال منتقل کیا گیا اس وقت ہی وہ رحلت فرما چکے تھے لیکن ڈاکٹر اس کے باوجود کوشش کرتے رہے۔ میں اس بات کی بھی تعریف کرتا ہوں کہ حکومت نے ان کے جسد خاکی کو اسلام آباد سے کراچی پہنچانے میں بھی تعاون کیا۔

جناب چیئرمین! میں ان کی نماز جنازہ میں موجود تھا اور رات کو ان کے گھر بھی گیا ہوں۔ نشتر پارک جو کراچی کا بہت بڑا پارک ہے، لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ کراچی کی ساری سڑکیں لوگوں سے پر ہو گئی تھیں۔ اس طرح لوگوں میں شدید کرب اور اضطراب تھا کہ لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ہم سب فانی ہیں، ہم سب کو اللہ کے پاس جانا ہے لیکن میرا خیال یہ ہے کہ نورانی صاحب جیسی شخصیت شاید ہمیں بہت عرصے تک دوبارہ نہ مل سکے۔ یہ ان کا اعجاز تھا کہ انہوں نے تمام مسالک کے لوگوں کو یکجا کر دیا تھا، شیر و شکر کر دیا تھا۔

جناب چیئرمین! مجھے یاد ہے کہ ۱۹۷۱ء میں جب ہم دستور بنا رہے تھے تو دینی جماعتوں میں اتحاد ہو گیا تھا لیکن یہ اتحاد ایسا نہیں تھا کہ نمازیں بھی ایک دوسرے کے ساتھ پڑھتے ہوں۔ متحدہ مجلس عمل کے قیام کے بعد مولانا نورانی کی یہ شفقت تھی، ان کی محبت تھی اور یہ ان کی بصیرت تھی کہ انہوں نے تمام دینی جماعتوں کو اس طرح یکجا کر دیا کہ سب ایک ہو گئے اور مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ ان کی نماز جنازہ میں دیوبندی مکتبہ فکر کے جید علماء موجود تھے، مشائخ موجود تھے، اہل حدیث موجود تھے، اہل تشیع موجود تھے اور سب اس بات پر افسوس کر رہے تھے کہ آج مولانا نورانی ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں۔

میں آپ سے یہ عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ ہمیں اس بات کو دیکھنا چاہیئے، جس طرح وسیم سجاد صاحب نے کہا ہے کہ اس وقت ہم خطرناک حالات سے گزر رہے ہیں، ہم سب کو دکھ ہے کہ کل جو پل پر بم کا دھماکہ ہوا ہے۔ یہ فی الحقیقت ایک ایسا واقعہ ہے کہ اس پر سب طبقوں کو افسوس ہوا ہے۔ سب لوگ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کون اس کا ذمہ دار ہے؟ ان

کو سزا ملنی چاہیئے۔ ملک میں اس وقت کشیدگی کیوں ہے؟ میں آپ سے پھر عرض کروں گا کہ مولانا نورانی صاحب سب کے محبوب تھے، سب کے لئے پسندیدہ تھے۔ اگر ہم مفاہمت کے ساتھ حالات کو حل کرنے کی کوشش نہیں کریں گے تو ظاہری بات ہے کہ ہم حالات کو قابو میں نہیں لا سکتے۔ میں جناب چیئرمین! اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے مدارج کو بلند کرے۔ ہمیں صبر جمیل کی توفیق عطا کرے اور ہمیں اس بات کی توفیق عطا کرے کہ ہم ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ملک و ملت کی خدمت کریں اور اپنی زندگیوں کو دین کی تبلیغ اور اسلام کے لئے وقف کر دیں بہت بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Mian. Raza Rabbani:

مولانا سمیع الحق: میں ذرا جلدی میں ہوں۔

جناب چیئرمین: اچھا جی۔ اس کے بعد میں آپ کو دیتا ہوں۔ رضا صاحب! مولانا صاحب کو جلدی ہے، اگر آپ انہیں دے دیں۔

مولانا سمیع الحق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں معذرت چاہتا ہوں ربانی صاحب سے۔ میں نے آپ کو chit بھی اس لئے بھیجی تھی کہ میں نے ساڑھے چھ بجے ایک جگہ پہنچنے کا وعدہ کیا ہے اور یہ بھی ایک نہایت اہم موضوع ہے جس سے میں محروم نہیں رہنا چاہتا۔ دو منٹ آپ کی خدمت میں بولوں گا۔ نورانی صاحب کی وفات قومی و ملی صدمہ ہے اور بہت بڑا خلا ہے۔ ایک عالم کی موت ویسے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم کی موت قرار دی ہے کہ موت العالم موت العالم۔ جناب نورانی صاحب کی شخصیت کے اتنے پہلو ہیں، اتنے ہمہ گیر اور جامع الصفات وفاقی شخصیت تھی کہ جس پر جتنا بھی کچھ کہا جائے کم ہے۔ ہمارے پیش رو جناب وسیم سجاد صاحب اور جناب پروفیسر غفور صاحب نے ان کے اہم کارناموں کی طرف اشارہ کیا۔ ہم نے بھی 1973 میں ان کی ساری تگ و دو اور جدو جہد قومی اسمبلی میں دیکھی۔ پاکستان کے دستور کو اسلامی دستور بنانے میں اور اسلام کو سرکاری مذہب قرار دینے میں، ان تمام چیزوں میں وہ پیش پیش رہے اور سارے معرکہ میں، میں چونکہ اپنے والد صاحب حضرت شیخ مولانا عبد الحق صاحب اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی، ان حضرات

کے ساتھ تھا۔ اور یہ سب کچھ ہم نے دیکھا اور مولانا نے اس میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ قادیانیت کا مسئلہ بھی ایک بہت بڑا مسئلہ بنا ہوا تھا۔ اس میں بھی ہمیں معلوم ہے کہ 1974 میں حضرت مولانا نورانی صاحب اور سب اراکین کے متفقہ فیصلوں کے بعد ہمارے اپوزیشن کے تمام اراکین نے اتفاق رائے سے ان کو قرارداد پیش کرنے کا کہا اور انہوں نے قرار داد پیش کی۔ جیسے کہ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت مولانا کی ذات پر ساری جماعتیں اور دینی قیادتیں مختلف مشارب اور مسالک سے تعلق رکھنے والے حضرات متفق ہو جاتے تھے' یہ بہت کم ایسا موقع ملا ہے ۔ 1995 میں فرقہ واریت کی لہر آئی اور شیعہ سنی فسادات شروع ہوئے اور ایک جگہ کسی کا بیٹھنا مشکل لگ رہا تھا۔ مسجدوں پر' امام بارگاہوں پر حملے ہو رہے تھے۔ ایسے حالات میں ہم نے ملی یکجہتی کونسل ایک پلیٹ فارم بنایا اور حضرت مولانا شاہ احمد نورانی نے ہماری سرپرستی کی اور انہی کو ہم نے صدر چنا اور ان کی شخصیت کی وجہ سے کئی سال تک یہ فتنے اور فرقہ واریت دب گئی۔ بعدمیں افغانستان اور عالم اسلام کا جو مسئلہ بھی پیش آیا خواہ فلسطین کا مسئلہ تھا ' افغانستان کا مسئلہ تھا' آپ کو معلوم ہے کہ افغانستان پر حملہ ہوا' اقوام متحدہ نے پابندیاں لگائیں تو انہوں نے دفاع افغانستان کونسل کے پلیٹ فارم سے قائدانہ کردار ادا کیا اور پورے ملک میں احتجاجی جلسے جلوس اور مظاہرے ہوئے' ملین مارچ ہوئے' وہ ہماری قیادت فرما رہے تھے۔ اس وقت ایسے وسیع المشرب' وسیع الظرف اور سوشل انسان کا ملنا بہت مشکل ہے جس کی ذات پر سارے مکاتب فکر اکٹھے ہو جائیں ۔ آپ نے دیکھا کہ آخر میں متحدہ مجلس عمل کے پلیٹ فارم پر ان کی شخصیت تھی کہ جن کے سائے تلے تمام دینی جماعتیں سیاسی پلیٹ فارم پر بھی ایک ہوگئیں اور انہوں نے پارلیمنٹ میں بھی ہر موقع پر نہایت اعتدال' توازن ' تدبر' تحمل اور رواداری کا مظاہرہ کیا۔ ہمیں بہت افسوس ہے کہ ہمیں پارلیمنٹ کے اندر بھی ایک بہت بڑے خلا سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس خلا کو پارلیمنٹ کے اندر بھی اور ملک کے باہر بھی پر فرما دے اور ایسی شخصیتیں اللہ تعالیٰ اس قوم کو دوبارہ عطا فرمائے جن کی ذات پر لوگ جمع ہوں اور بہر حال ان کی ذات رشد و ہدایت کا ایک مینار تھی اور سراپا محبت۔ آخری اجلاس میں آپ دیکھ رہے تھے کہ ہم یہاں بیٹھے کتنی محبت اور خلوص سے باتیں کر رہے تھے ۔ پھر ہم دونوں اکٹھے ایوان صدر گئے ۔ صدر صاحب کے dinner میں شرکت کی۔ دوسرے دن ہم نے مجلس عمل کے اجلاس

میں شرکت کی اور مجلس عمل کے سارے فیصلوں کو مضبوطی سے قائم رکھنے پر زور دیا اور تائید کی۔

جناب والا! اس کے ساتھ میں کل کے دھماکہ کے واقعہ کی بھی پرزور مذمت کرتا ہوں ۔ دینی قوتیں کسی قسم کی دہشت گردی اور انتہا پسندی کی کبھی بھی روادار نہیں رہی ہیں ۔ یہ کون سے عناصر ہیں جو دینی قوتوں کو بدنام کرتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ صرف اس نکتہ نظر سے ہی اس واقعہ کو نہیں دیکھنا چاہیے کہ یہ انتہا پسندی ہے یا دہشت گردی ہے ۔ اس ملک کے اندر اور باہرکتنی طاقتیں ہیں جو اس ملک کے امن و سلامتی کو sabotage کرنا چاہتی ہیں ۔ ان ساری چیزوں اور عوامل کو بے نقاب کرنا چاہیے اور انہیں ایسی قرارواقعی سزا دینی چاہیے کہ آئندہ انہیں جرأت نہ ہو کہ ایسے اقدامات اٹھائیں ۔ ایسے افسوس ناک واقعات ہو جاتے ہیں ' حادثے ہو جاتے ہیں لیکن مجرموں کو بے نقاب نہیں کیا جاتا ۔ ہماری دعا ہے کہ حکومت ایسے مجرموں کو بے نقاب کرنے میں کامیاب ہو اور انہیں عبرت ناک سزا دے ۔ ہم سب اس واقعہ کی مذمت کرتے ہیں اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں ۔

جناب چیئرمین : جناب رضا ربانی۔

Mian. Raza Rabbani: Mr. Chairman, I am grateful to you, for having given me the floor. It is indeed unfortunate that when today I have to speak on the floor of the Senate, I have to recall with great pain those touching moments, those fine moments, those moments which have and which will continue to lead an indelible memory of Maulana Noorani on me and my colleagues.

Sir, it was only the other day, you would recall that we were sitting here together and prior to that we were in our combined opposition's parliamentary meeting. Maulana Noorani that day was undoubtedly looking perhaps, in one of his best spirits as well as there

was the particular glow that was eminating from his face. On the sad moment, when he died because of the heart attack, we were to address a joint press conference at the committee room at 12' O clock. When he was unable to come till ten past twelve, myself and my colleagues re-inquired and we came to know that he is not feeling well and he had asked us to continue with the press conference and that we would meet later in the day. But alas! that was not to happen because while we were still in the amidst of our press conference, we were informed that Maulana Noorani had passed away. Indeed, it was perhaps one of the most saddest moments in the history of Pakistan because with his death a tremendous political and religious void has been created. Maulana Noorani was a religious scholar. His following was limited not only to Pakistan but across the sea as well and particularly in the African states where he spent a great deal of his time. Maulana Noorani has left a void way not only in the religious field where he represented the progressive, the tolerant and the compassionate face of Islam. It was his tolerance and preaching of tolerance that brought him in the battle against sectarianism, that brought him in the battle against ethnicity in the city where he lived.

Today, sir, Pakistan has been devoid of a great parliamentarian. Pakistan has been devoid of a great politician. Pakistan has been devoid of a person who struggled for the oppressed; a person who struggled for democratic values; a person who struggled for the restoration of the Constitution; a person who struggled for the supremacy of Parliament because it would be recalled that Maulana Noorani was also a Member of

the Constituent Committee that was formed in 1972 which finally brought about the 1973 Constitution. It is, perhaps that wisdom; it is perhaps the knowledge that great pain and the great turbulation with which the 1973 Constitution became a unanimous document not only for Parliament but for the Federating Units: that he continued his relentless struggle to ensure that, that document remains un-tampered; that, that document remains un-touched and that if there is any amendment, that is brought about in that document, it is by the people of Pakistan who were represented in the Parliament of Pakistan.

In the last one year of his life as the President of the *Mutahida Majlis-e-Amal* and with his colleagues in the combined opposition, he continued his struggle against the LFO because he knew that bringing the LFO in, without bringing it to Parliament, would create a situation in which the country would be confronted with a grave constitutional crisis. He was aware that the effects of the LFO move towards re-writing the political equation. He knew that the effects of the LFO move towards the re-writing the civil and military equations and therefore, he was warning the nation all along. He also knew that the effects of the LFO would lead to a wrong destabilization of institutions and de-stabilization of institutions sir, came about in his life time. It came about in his life time when the Speaker of the National Assembly circumvented the powers of Parliament by ruling of his oath, an example unprecedented in parliamentary history. It came into being when we see that major initiatives are being taken on the question of advancement of relations

with India.

Mr. Chairman: Confine yourself to the speech on Maulana and not bring others into it.

Mian Raza Rabbani: Sir, I am confining myself, I am showing to you what a struggle was? Why he struggled? Why he gave his life? Why was he under so much tremendous pressure that a man of his nerves finally had to give way, I am just bringing that to you and not moving out of context. It is very much in the context to point out that when cease-fire is announced, when major initiatives with India are taken which we welcome but yet today, Parliament is not taken into confidence on those issues. Is it not a destabilization of institutions, sir, that when the Supreme Court of Pakistan makes an order in the case of Sui Southern Gas employees and there is a contempt of court order against the Maxwell yet the order of the Supreme Court till today is not being implemented by the Sui Southern Gas Co. Ltd. Is this not a gradual decay of institutions that is taking place? This was for which Maulana struggled. This was for which Maulana gave his life and let me make this clear on the floor of this House that we, on this side of the floor and we hope that our friends on that side of the floor also, would continue the struggle and that our struggle will continue till such time as final victory of the people is achieved. Thank you, sir.

Mr. Chairman: Mr. Justice Abdul Razzaq Thahim.

Mr. Justice (R) Abdul Razzaq Thahim: Mr. Chairman,

کی شخصیت کی بارے میں میرے دوستوں نے کہا کہ وہ ایک undisputed personality تھے ' عالم دین بھی تھے ' politician بھی تھے۔ ان کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ باہر کے ملکوں میں ہزاروں غیرمسلموں کو انہوں نے مسلمان کیا۔ یہ بھی مسلم امہ کی ایک بڑی خدمت تھی جو مولانا صاحب کے حق میں جاتی ہے۔ کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جس نے کہا ہو کہ مولانا صاحب نے کسی سے زیادتی کی ہو۔ مہمان نواز تھے ' اتنے مہمان نواز تھے کہ وہ خود آدمی کو ہاتھ سے کھانا کھلاتے تھے۔ آج ہم سب کو ان سے بچھڑنے کا بڑا دکھ ہے ۔ اللہ تعالٰی انہیں جنت نصیب فرمائے۔

جناب چیئرمین! ہم نے قائد اعظم کا جنازہ بھی دیکھا' وہ بھی ایک المیہ تھا' کراچی میں ایک سیلاب تھا ۔ یہ 1948 کی بات ہے اس کے بعد پہلی دفعہ جو جنازہ بڑی شان سے' المیے سے' دکھ سے نکلا وہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کا تھا۔ پچپن برس کے بعد یہ منظر دیکھنے میں آیا ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ undisputed شخصیت تھے۔ بڑے پیارے آدمی تھے ۔ مرنا تو ہر ایک کو ہے ۔ ہم ان کے لواحقین کے دکھ میں شامل ہیں ۔ وزیر اعظم صاحب کو جب جنیوا میں ان کے انتقال کی خبر ملی تو انہوں نے فوراً C-130 جہاز کے لئے order کیا اور minister کی duty لگائی اور government party والے سارے اس میں شریک ہوئے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر طبقے میں ان کی بڑی عزت تھی ۔ اللہ تعالٰی انہیں جنت نصیب فرمائے۔

جناب والا! کل کا جو واقعہ ہوا ہے جیسا کہ Leader of the House نے فرمایا ' یہ صدر مملکت پر حملہ نہیں ہے ' یہ پاکستان پر حملہ ہے ۔ کچھ ایسی قوتیں ہیں جو پاکستان کے اچھی سمت میں جانے کے لئے رکاوٹ کا باعث بن رہی ہیں مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ ایسے واقعات پہلے بھی ہوئے ہیں لیکن ان واقعات میں ملوث افراد بہت کم پکڑے جاتے ہیں ۔ وزیر داخلہ صاحب یہاں تشریف فرما ہیں' میں ان سے گزارش کروں گا کہ اس واقعہ کا serious notice لیا جائے اور دنیا کو دکھایا جائے اور ہمیں ایوان میں بتایا جائے کہ کون سے عناصر اس کے پیچھے ہیں اور ان کو قرار واقعی سزا ملنی چاہیئے کیونکہ یہ بڑے دکھ کی بات ہے کہ ملک کے سربراہ پر ایسا حملہ ہوا ہے راولپنڈی کے بڑے شہر میں اور ابھی تک اس کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ میں اس واقعہ

کو condemn کرتا ہوں، میری پارٹی بھی condemn کرتی ہے۔ آج زیادہ باتوں کا موقع نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا صاحب کو بھی جنت میں جگہ عطا فرمائے اور کل جو المیہ ہوا ہے اس کا بھی ازالہ ہونا چاہیئے۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین۔ اسحاق ڈار صاحب۔

جناب محمد اسحاق ڈار۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ میرے colleagues from both sides نے جناب نورانی صاحب کے لئے جو اظہار خیال کیا، میں ان کو join کرتا ہوں، ان کو share کرتا ہوں۔ یہ ایک بڑا tragic اور sudden واقعہ ہوا ہے۔ ان کی دنیا سے رخصتی پاکستان اور مسلم امہ کے لئے ایک بہت بڑا ناقابل تلافی نقصان ہے۔ مولانا صاحب نے اپنی محنت سے، اسلام کے پرچار سے افریقہ، یورپ امریکہ اور کینیڈا میں ہزاروں لوگوں کو اسلام قبول کروایا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر دیں۔ دین کے لئے جو ان کی خدمت ہے وہ کسی سے چھپی نہیں۔ انہوں نے جو سماجی اور social خدمات پاکستان اور دنیا میں انجام دیں وہ سنہری حروف سے لکھی جائیں گی۔

ان میں ایک بڑی تڑپ تھی کہ پاکستان میں نظام شریعت قائم ہو، مجھے یاد ہے کہ مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے قومی اسمبلی میں جب شریعت بل پاس کروا کر اس فلور پر final ratification and approval کے لئے بھیجا تو مولانا نے پاکستان کے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف سے وقت لے کر ان کے پاس جا کر ان کا شکریہ ادا کیا، اپنی خوشی کا اظہار کیا اور یہ دعا کی کہ پاکستان کا سینیٹ جلد از جلد اس نظام شریعت کو پاکستان میں نافذ کرے۔ بدقسمتی سے 12 اکتوبر 1999 کے بعد وہ کام نہ ہو سکا۔ اللہ کرے مولانا کا یہ مشن پاکستان میں جلد از جلد پورا ہو۔

جہاں تک ان کی سیاست کا تعلق تھا، میں ان کو ایک politician کی بجائے ایک statesman کہنے کو ترجیح دوں گا۔ بہت سے ہمارے ساتھیوں نے بھی کچھ ایسے کہا۔ وہ ہمارے ساتھی تھے۔ ان کی restoration of true democracy کے لئے جو struggle ہے وہ کسی

سے ڈھکی چھپی نہیں۔ انہوں نے recently President House میں ایک کھانا کھایا' اس حوالے سے ہمارے ساتھیوں نے ان کی توجہ دلائی کہ جناب اخبار میں آیا ہے کہ آپ نے دو گھنٹے meeting کی اور آپ ہمیں خیر باد کہنے والے ہیں تو ہم اب آپ کو کب farewell دیں' یہ مذاقاً کہا۔ انھوں نے اپنی position کو clarify کیا اور بغیر برا منائے انھوں نے کہا کہ نہیں بھائی ! میں اس process کا حصہ نہیں بن سکتا۔ میری یہ کوشش ہو گی کہ میں جس اصول پر ڈٹا ہوں اسی پر رہوں اور پاکستان میں true democracy کے نفاذ کی کوشش کرتا رہوں۔ اس کے بعد انھوں نے نماز پڑھی۔ مجھے یاد ہے کہ وہ آگے تھے اورہم کچھ لوگ پیچھے تھے' اتنی ان کی سادگی تھی کہ انہوں نے اپنی چادر اتار کر پیچھے بچھا دی اور ہم نے ان کے پیچھے نماز ادا کی۔ ان کی جو اصل spirit اور اصول تھے آپ ذرا اس پر غور فرمائیں کہ آخری جو سینیٹ کا business انھوں نے conduct کیا تھا اس میں انہوں نے ہمارے ساتھ privilege motion sign کی ہے water accord پر جو Council of Common Interests کا subject ہے اور in total violation of Constitution, Rules of Businessجناب سپیکر نے قومی اسمبلی کی ایک کمیٹی تشکیل دی' اس میں ہمارے کچھ سینئیر حضرات بھی ہیں' اس کے خلاف انہوں نے motion sign کی اور آپ کے پاس privilege motion موجود ہے اور اسی حوالے سے جب ہم جمعرات کو یہاں موجود تھے' میں' رضا ربانی صاحب اور پروفیسرعفور صاحب' while we were presenting the case to the press conference ہمیں یہ بڑی صدمے والی اطلاع ملی۔ اللہ تعالیٰ ان کی روح کو سکون دے اور ان کے درجات بلند کرے۔ یہ میرا ایمان ہے کہ جو کچھ کام انہوں نے عاشق رسول کی حیثیت سے کیا' ان کی جو محبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھی وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں' میں ان کا اس لحاظ سے' اسلامی عقیدے کے لحاظ سے بہت بڑا معتقد تھا۔ میرا ان سے تعلق کوئی 30سال سے بھی زیادہ ہے۔ان کی جو خدمات ہیں' اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کریں گے۔ کل کے حوالے سے جو معاملہ ہے' جہاں تک extremism, terrorism کا تعلق ہے' ہماری جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) ہمیشہ اس کے خلاف رہی ہے لیکن شاید یہ ایک لمحہ فکریہ بھی ہو کہ یہ اس حکومت کی anti islamic policies, یہ اس حکومت کا U-turn on Afghanistan یہ اس حکومت کا action, اورکشمیریوں کی مسلمانوں کے خلاف

جدو جہد کے خلاف اور اس کی present foreign policy کے خلاف ایک reaction بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے حکومت کو بڑے غور سے اس پہلو پر سوچنا چاہیئے کہ کیا یہ ایک pure terrorist activity تھی۔ کیا یہ ایک extremist activity تھی یا ایک reaction تھا۔ اگر یہ ایک reaction تھا تو میرا خیال ہے کہ it is never too late to correct itself and the government should review its foreign policy vis-a-vis the Islamic Ummah and the islamic values اور اس کے ساتھ ہی میں یہ دعا کرتا ہوں کہ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کو اللہ تعالیٰ جنت فردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ہم انشاء اللہ جو ان کے اصول تھے، جو ان کا مشن تھا اس پر کام کرتے رہیں گے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب خورشید محمود قصوری۔

جناب خورشید محمود قصوری: جناب والا! آج میں بھی اپنے باقی تمام دوستوں کی طرح ایک بہت بڑے مدبر اور سیاست دان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ان کا مسکراتا ہوا چہرہ ہمیشہ ہم سب کو یاد رہے گا۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے، میرے لئے یہ ایک ذاتی نقصان ہے۔ وہ میرے والد کے قریب ترین دوستوں میں سے تھے اور جب 1973 کا آئین بن رہا تھا اور میرے والد آئینی کمیٹی کے سربراہ تھے تو ان کے جو قریب ترین دوست اور ساتھی تھے وہ ان میں سے ایک تھے اور انہوں نے آخر وقت تک consensus پیدا کرنے کی کوشش کی۔ صدر ہاؤس میں جس دعوت کا ذکر کیا گیا، بالکل صحیح بات ہے کہ President سے ان کی کوئی meeting نہیں تھی، لیکن جب وہ ختم ہوئی اور اس کے دوران جو dinner تھا، reception تھا، میری ان سے ملاقات ہوئی، بات چیت ہوئی اور ان کا ہمیشہ کی طرح ایک بہت مدبرانہ رویہ تھا اور ان کی یہ کوشش تھی اور انہوں نے یہ یقین دلایا کہ ہم پوری کوشش کریں گے کہ قوم میں اس مسئلے پر consensus پیدا ہو اور میری اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا ہے کہ ان کی یہ آخری خواہش بھی پوری ہو اور قوم میں اس issue پر اتفاق رائے ہو جس کے لئے وہ ہمیشہ کوشش کرتے رہے کہ ایک consensus پیدا ہو۔ ان میں، جسے ہم انگریزی زبان میں کہتے ہیں voice of sanity, تھی۔ ملک میں ہیجان کی کیفیت تھی، ہم آج sectarianism کو رو رہے ہیں، ان کی

آواز ہمیشہ اس سے بلند تھی اور انہوں نے تمام فرقوں کو ساتھ لے کر چلنے کی کوشش کی کہ ان کو متحد رکھیں، ان میں کوئی تفریق نہ ہو اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج کے دور میں اس قسم کے جید علماء اگر اور ہوں تو اس سے ہماری قوم میں بہت یکجہتی پیدا ہوگی۔ جہاں تک کل کے واقعہ کا تعلق ہے، اس کے لئے جتنے بھی سخت ترین الفاظ میں ڈھونڈ سکتا ہوں، میں ان کو استعمال کرنا چاہوں گا۔ یہ ایک terrorist incident تھا اور اس کے لئے کسی جواز کو ڈھونڈنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ بہت سے سیاستدانوں کے خلاف ماضی میں بھی، سابق وزیر اعظم نواز شریف کے خلاف بھی، اسی قسم کا incident ہوا تھا لاہور میں، جب ایک پل کو اڑانے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس وقت بھی کسی جواز کو ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں تھی اور آج بھی کسی جواز کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ ایک condemnable act ہے، ایک extremist act ہے، ایک ایسے وقت پر کیا گیا جب پاکستان نے بہت major diplomatic victories achieve کیں اور SAARC Conference ہونے والی ہے اور یہ پاکستان کے image کو تباہ کرنے کی کوشش تھی۔ الحمدللہ، اللہ پاکستان کو کامیابیاں دلانا چاہتا ہے اور اس لئے میں سب سے یہ عرض کروں گا، چاہے House کی کسی بھی side پر بیٹھے ہوں کہ جو terrorist incident ہے وہ بہرحال terrorist incident ہے اور اس کے لئے کسی جواز کو ڈھونڈنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ آخر میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کروں گا کہ مولانا بہشتی تھے، اللہ تعالیٰ ان کے خاندان کو صبر عطا فرمائے کہ اتنا بڑا جو ان کو صدمہ ہوا ہے، اس کو برداشت کر سکیں۔

جناب چیئرمین: پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اس موقع پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہمارے لئے ذاتی، سماجی، ملکی اور ملت اسلامیہ کا مجموعی اعتبار سے ایک عظیم نقصان ہے۔ بلاشبہ اللہ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم ہے لیکن دل رو رہا ہے اور آنکھیں اشکبار ہیں۔ مجھے ان سے پہلی مرتبہ ملنے کا موقع 1952 میں ملا جب ان کے والد محترم صدیقی صاحب سے مجھے ملنے کی سعادت حاصل ہوئی اور میں ان سے اس لئے

بے حد متاثر تھا کہ 1970 میں صدیقی صاحب نے سنگاپور سے "الاسلام" کے نام سے پرچہ نکالا تھا جو اس زمانے میں اسلام کی دعوت کو پیش کرنے کا واحد موثر بین الاقوامی پریس تھا۔ یہ وہ پرچہ تھا کہ جس میں جارج برنارڈ شا نے بھی لکھا اور اس کا شروع مضمون جس میں اس نے یہ کہا ہے کہ بیسویں صدی کو اگر کسی مدبر کی ضرورت ہے جو اسے جنگ سے بچا سکے اور امن سے دوبارہ شادکام کر سکے تو وہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی عرض کردوں کہ جب برنارڈ شا سے یہ کہا گیا کہ اگر تم اسلام اور اسلام کے پیغمبر کے بارے میں اتنے اچھے خیالات رکھتے ہو تو مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے؛ تو اس کا جواب ایسا تھا جو دل کا خون کرتا ہے' اس نے کہا because of the Muslims کہ یہ اسلام کی صحیح مثال پیش نہیں کرتے۔

جناب والا! مجھے اکیاون سال ان سے قربت رکھنے کا موقع ملا ہے' پھر ان کے برادر نسبتی پروفیسر فضل الرحمان انصاری "الاسلام" کے ایڈیٹر تھے۔ میں اس زمانے میں طالبعلم تھا لیکن اس پرچے میں لکھ رہا تھا۔ اس طرح مجھے ان کو بہت قریب سے جاننے کا موقع ملا۔ بلاشبہ ان کی زندگی میں نشیب و فراز آئے اور یہ وقت نہیں ہے کہ ان میں جایا جائے لیکن میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان سے اکیاون سالہ تعلق میں میرے دل پر جو نقش ہیں وہ ان کی حکمت ' ان کی معاملہ فہمی ' ان کی شفقت ہے۔ بہت سے معاملات میں اختلاف کے باوجود ذاتی تعلقات ' تعاون ' ایک دوسرے کے لئے محبت اور احترام کے جذبات میں ' میں نے کبھی کمی نہیں دیکھی اور اس آخری دور میں تو سچی بات یہ ہے کہ بہت شفقت اور محبت تھی۔ میں نے اصرار کیا کہ میں آپ سے ملنے کے لئے حاضر ہوں گا۔ انہوں نے کہا کہ نہیں تم نہیں آؤ گے ' میں تمہیں ملنے کے لئے آؤں گا۔ یہ ان کے اندر احترام تھا۔

جناب والا ! میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے آٹھ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا ' اور دس سال کے تھے کہ جب سے وہ تراویح میں قرآن سنا رہے تھے۔ جب میں نے ان سے یہ پوچھا کہ اس پورے زمانے میں کتنی بار آپ اس سعادت سے محروم رہے تو انہوں نے کہا کہ صرف دو سال۔ ایک جب میرا heart کا operation ہو رہا تھا اور دوسری بار میں بیمار تھا۔ اس طرح انہوں نے چون سال قرآن پاک کا تراویح میں ختم کیا ہے اور اس سال بھی بیماری کے باوجود ' ڈاکٹروں کے مشورے کے علی الرغم انہوں نے کراچی میں ختم قرآن پاک کیا۔

بہت سی باتیں ان کے بارے میں کہی جا سکتی ہیں - یہ وقت نہیں ہے، میں لکھوں گا بھی لیکن میں جو بات اس وقت کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مولانا نے سیاست میں ہمیں ایک طرف استقامت، اپنے اصولی موقف کے اوپر جم جانا سکھایا لیکن اس کے ساتھ مفاہمت، dialogue اور راستہ نکالنے کی کوشش بھی - اس وقت ملک جن حالات سے دوچار ہے، میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس میں ہمیں اسی حکمت، اسی تدبر، اسی معاملہ فہمی، اسی تدبیر کی ضرورت ہے - یہ اپوزیشن کے لئے بھی ہے اور حکومت کے لئے بھی - جبھی ہم ان crisis سے نکل سکیں گے - الزام تراشی اور ایک دوسرے کو دھمکیاں دینے سے کام نہیں بنے گا - ہمیں اس ملک کو بچانا ہے - ہمیں اس قوم کو صحیح راستہ دکھانا ہے - ہمیں بیچ کا راستہ نکالنا ہے - مولانا نے اس سلسلے میں بڑی قیمتی خدمات انجام دی ہیں- ان کو خراج تحسین پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم اس معاملے میں ان کے بتائے ہوئے طریقے کو آگے بڑھائیں اور جو process شروع ہوا ہے وہ نتیجہ خیز ہو-

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس زمانے میں انہوں نے ایک بہت بڑا initiative لیا - آپ کو معلوم ہے کہ یہ ملک مذہبی بنیادوں پر فرقہ پرستی کی کشیدگی بلکہ آگ سے دوچار تھا - ملی یکجہتی کونسل کا قیام جس کی صدارت ایم ایم اے سے بہت پہلے حضرت مولانا نے فرمائی- یہ وہ ادارہ تھا جس میں انہوں نے تمام فرقوں کے لوگوں کو جمع کیا اور انہیں یہ بتایا کہ جو ہمارے اختلافات ہیں وہ بہت معمولی ہیں اور ایک تھوڑے سے area کے بارے میں ہیں - جو نکتہ اتفاق ہیں، آئیے! مشترکات کے لئے جمع ہو جائیں اور اختلافات کے بارے میں رواداری کا رویہ اختیار کریں - یہ وہ چیز ہے جس نے اس آگ پر پانی ڈالا اور اسے بجھایا- اس کے بعد جہاں جو واقعہ ہوا، خواہ اس کا تعلق ایک فرقے سے یا دوسرے فرقے سے ہوتا، ملی یکجہتی کونسل کی قیادت وہاں گئی اور وہاں کے تمام مسلمان، ہر فرقے کے لوگوں کو ترغیب دی کہ اٹھ کر اسے resist کریں - یہ تھا تشدد کے خلاف 'terrorists کے خلاف ایک مثبت اقدام اور پھر ایم ایم اے کی شکل میں اسی طرح انہوں نے یہی مثال قائم کی - یہ وہ راستہ ہے جو ملک کو جوڑے گا- اس میں ہم سب کو ساتھ لے کر بھی چلیں گے- یہ ان کا دوسرا پیغام ہے جس پر ہمیں عمل کرنا چاہیے-

میں اس واقعہ کی بھی پرزور مذمت کرنا چاہتا ہوں جو کل ہوا ہے -یہ ان چیزوں میں سے ہے جس کے بارے میں کوئی جواز تلاش کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا- یہ وہ

چیز ہے جس میں اس ملک کی بقاء ہے۔ اختلافات ہمارے جو بھی ہیں اور ہیں ،لیکن ان اختلافات کو دور کرنے کا طریقہ سیاسی ہے ' مذاکرات۔ اس کا یہ طریقہ ہرگز نہیں ہے۔ میں یہ بات ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ جس علاقے میں یہ واقعہ ہوا ہے وہ ضرور لمحہ فکریہ فراہم کرتا ہے۔ ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ سیکورٹی جس کے بارے میں ہمارا claim ہے کہ ہم نے بہت کچھ حاصل کرلیا ' فی الحقیقت ground situation کیا ہے ۔ اتنے sensitive area میں اگر ایسی بات ہوتی ہے تو لازمی طور پر ہمارے سیکورٹی نظام کے اندر ' ہمارے intelligence نظام میں بڑی خرابیاں ہیں۔ جب تک ان کی فکر نہیں کریں گے آپ چیزوں کو محفوظ نہیں کرسکتے۔

جناب والا! میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جس طرح مولانا ہمارے درمیان سے ہنستے بولتے اٹھ گئے' اس میں ہم سب کے لئے بھی ایک پیغام ہے اور سب سے پہلے میں اپنے آپ کو اس کا مخاطب سمجھتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ "زندگی کی سب سے بڑی حقیقت موت ہے" اور موت ہی وہ چیز ہے جسے ہم بھولے رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ گویا موت اوروں کے لئے ہے ہمارے لئے نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ موت ہمارا پیچھا کر رہی ہے اور ہمارے پیاروں کا اٹھنا ایک یاددہانی ہے' ایک wake up call ہے کہ ہم موت کو یاد رکھیں اور یہ یاد رکھیں کہ ہمیں بھی نامعلوم کب اسی سفر پر روانہ ہونا ہے۔ اس میں کامیابی کا ایک ہی راستہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو ذمہ داری ہمیں سونپی' ہم اس کو ادا کرنے کی اخلاص کے ساتھ کوشش کریں۔ (عربی) یہ زندگی' یہ وسائل' یہ علم' یہ دولت' یہ حیثیت ہر ایک میں ایک موقع اور ایک آزمائش' ایک trial ہے۔ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ دیکھے کہ ہم کس طرح معاملہ کر رہے ہیں۔ اس میں حقوق اللہ اور اس کے ساتھ ساتھ حقوق العباد شامل ہیں۔ حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ اگر ہم حقوق العباد کی ادائیگی کے بارے میں غفلت کرتے ہیں تو یہ بڑے خسارے کا سودا ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ نے فرمایا کہ جس کے پاس مال و دولت نہ ہو' آپ نے کہا نہیں' مفلس وہ ہے جو سمجھتا ہے کہ اس نے بہت زیادہ نمازیں پڑھیں' بہت روزے رکھے ہیں' بہت حج و عمرے کئے ہیں' بہت زکوٰۃ دی ہے لیکن جب آخرت میں وہ حساب کتاب کے لئے پیش ہوگا تو معلوم ہوگا کہ اس نے اپنے ماں باپ کا حق ادا نہیں کیا' اپنی اولاد کا حق ادا نہیں کیا' اپنے رشتہ داروں کا حق ادا نہیں کیا' غریبوں کا حق ادا نہیں کیا' امانت میں خیانت کی ہے' اس

سے کہا جائے کہ جہاں جہاں تم نے حق تلفی کی ہے اس کی نیکیاں، جن کا حق لوٹا گیا ہے، ان کو منتقل کر دی جائیں۔ بالآخر نوبت یہ آئے گی کہ جو کچھ نیکیاں اس نے کمائی تھیں وہ سب ٹرانسفر ہو جائیں گی۔ پھر جن کی حق تلفی کی گئی تھی ان کے گناہ اس کے زمرے میں پڑ جائیں گے۔ یہ ہے اصل چیز کہ موت ہمیں اس بات کی یاددہانی کراتی ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا بھی خیال رکھیں۔ ان دونوں کی ادائیگی کی ہمیں فکر کرنی چاہیئے۔

ہمارا ایک قیمتی ساتھی ہم سے اٹھ گیا لیکن ہم سب کو جانا ہے۔ ہمیں ہمیشہ اس چیز کو یاد رکھنا چاہیئے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔ ان کے درجات کو بلند کرے۔ ان کے لواحقین کو صبرجمیل سے نوازے۔ ایم ایم اے کو جو ایک صدمہ پہنچا ہے، ہمیں بھی اللہ تعالیٰ اس کو برداشت کرنے اور ان کی جگہ اسی راستے کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت اور حکومت کے ذمہ دار حضرات نے جس طرح ہمارے غم میں شرکت کی ہے، اس نے آپ کی عزت اور محبت ہمارے دلوں میں بڑھا دی ہے۔ یہ سیاسی معاملہ نہیں قومی و ملی سانحہ تھا۔ اس میں آپ کا کردار بھی قابل تعریف ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم میں سے ہر ایک کو اس کی نیتوں کا اجر دے اور ان کے درجات کو بلند کرے۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

جناب چیئرمین : شیخ رشید احمد صاحب۔

شیخ رشید احمد : شکریہ جناب چیئرمین! شاہ احمد نورانی صاحب، سیاست کی تاریخ کا ایک بڑا نام تھے۔ شائستہ، شستہ، اور شگفتہ مزاج میں جس طرح انہوں نے اپنی سیاست اس ملک میں نہ صرف کی، بلکہ منوائی، جس اخلاق اور خلوص کے سہارے انہوں نے یہ مقام پیدا کیا، میں سمجھتا ہوں کہ یہ انہی کا مقام تھا۔ ایک سٹوڈنٹ اور ورکر کی حیثیت سے پی این اے کی تحریک میں ان کے ساتھ کام کرنے کا مجھے اعزاز حاصل ہوا۔ یہاں بہت ساری باتیں کی گئیں۔ میں ایسے موقع پر تعزیتی جملوں میں تاریخ کو نہیں دہرانا چاہتا کہ آئین کے بنانے کے بعد مجھے اس گاؤں کا نام یاد نہیں، ڈیری خیرو یا کیا تھا کہ جب انہیں وہاں رکھا گیا اور جس طرح انہوں نے جدوجہد کی، جس طرح انہوں نے آج کی سیاست میں ایک رواداری، مفاہمت، دوراندیشی، معاملہ فہمی، نہ صرف معاملہ

فہمی بلکہ مفاہمت سے مسائل کے حل کے لئے ایک راہ نکالی' میں سمجھتا ہوں کہ یہ انہی کا ایک مقام تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر کروڑہا رحمتیں کرے۔ میں ایک آخری بات کہہ کر جناب چیئرمین! اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ یہاں بعض دوستوں نے کل کے واقعہ کا جواز ڈھونڈنے کی بھی کوشش کی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ اس طرف بیٹھے ہوئے معزز اراکین نے اس واقعے کو condemn کیا ہے۔ ایک ایسا واقعہ جہاں ایک ماہر ترین انسان نے' میں ماہر ترین انسان جناب چیئرمین! اس لئے کہتا ہوں کہ ایک ایسی جگہ پر جہاں ایک واحد پل جو کہ اسلام آباد اور راولپنڈی کے راستے میں آتا ہے' VIP travelling کے راستے میں ایک واحد bridge ہے' پانچ explosive یا دھماکہ خیز مواد اس پل کے نیچے لگا کر' یعنی پانچ جگہوں پر لگا کر اس کو اڑایا اور وہ لوگ صدر مشرف کی جان لے کر خدا نخواستہ اس حساس ترین علاقے میں ایک بحران پیدا کرنا چاہتے تھے۔ میں سمجھتا ہوں یہ ایک دہشت گرد ہو سکتا ہے۔ اس کا کسی group سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ مجھے خوشی ہے کہ پاکستان کی اسلامی جماعتوں کے سربراہوں نے اس کو کھل کر condemn کیا ہے۔ یہ ان کی ذمہ داری کی' دور اندیشی کی اور میں سمجھتا ہوں' ان کی معاملہ فہمی کی دلیل ہے۔

ایک ایسے وقت میں جب پاکستان سارک کانفرنس سے گزرنے والا ہے' جب اس ملک میں Indonesian President موجود ہیں' جب اس ہفتے اور بہت سی شخصیتیں بھی سارک کانفرنس سے پہلے پاکستان آ رہی ہیں' بہت اہم conferences ہو رہی ہیں' آج کابینہ نے in detail discussion کی ہے جس میں وزیر داخلہ نے بھی اور دوسرے وزراء نے بھی security کے معاملات پر کھل کر باتیں کی ہیں۔ کابینہ نے وزیر اعظم میر ظفر اللہ خان جمالی صاحب کی قیادت میں اہم فیصلے کیے ہیں پاکستان کی security کے سلسلے میں۔ کیونکہ پاکستان کے صدر کی شخصیت' آج میں ان لوگوں کی طرح صرف اقتدار میں ہونے کی وجہ سے نہیں کہہ رہا بلکہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ سیاست اس نہج پر آ گئی ہے۔ اس خطے میں آنے والا وقت اتنا اہم ہے۔ اس خطے کی سیاست میں جناب چیئرمین! آئندہ آنے والے چودہ' سولہ مہینے' دو سال اتنے اہم ہیں کہ ہمیں' دونوں طرف کے لوگوں کو' سر جوڑ کر بیٹھنا ہے۔ پاکستان کی بہتری کے لئے اور اس ملک کی ترقی کے لئے اور معاملہ فہمی سے وہ راہ بنانی ہے جو پاکستان اور اس کے عوام کی بہتری کی راہ ہو۔

میں ایک بار پھر آپ کا جناب چیئرمین! شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ایک اور بات کہنا چاہتا

ہوں، آخری بات جو شاہ احمد نورانی کے لئے ہے کہ میں نے ایک خاص مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے کے باوجود ایک واحد، ایک ایسی شخصیت دیکھی جنہوں نے اپنی ذات کے لئے سیاست بہت کم کی ہے۔ میں پچھلی دفعہ ان meetings میں موجود تھا جن میں اسحاق ڈار صاحب بھی شاید تھے۔ یہ پاکستان کی سیاست کا ایک اہم باب ہے کہ پاکستان کی ایک دینی جماعت کے سربراہ جس کا پاکستان میں سب سے زیادہ vote bank ہے، انہوں نے اپنی سیٹ بھی لوگوں کے اصرار پر لی۔ یہاں تو یہ ہوتا ہے کہ لوگ حصے مانگتے ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ان سے یہ کہا گیا کہ آپ election میں حصہ لیں تو انہوں نے معذرت کی۔ ان کے نزدیک مقصد عظیم تھا۔ ان کے نزدیک مقصد کا حصول عظیم تھا اور وہ ایک عظیم شخص تھے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: جناب ثناء اللہ بلوچ صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! آپ نے پاکستان کی ایک عظیم اسلامی و سیاسی شخصیت کے اعزاز میں جو وقت آج سینیٹ آف پاکستان کے لئے مقرر کیا اور ہمیں یہ اعزاز بخشا کہ ہم ان کی گراں قدر خدمات کے حوالے سے اپنے چند کمزور الفاظ بیان کریں۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں مولانا شاہ احمد نورانی کی سیاسی و مذہبی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ شاہ احمد نورانی کی وفات جہاں ایک طرف تو پاکستان میں تمام سیاسی و مذہبی قوتوں کے لئے، پاکستان کے عوام کے لئے ایک صدمہ ہے، وہاں دوسری طرف پاکستان کے اندر آئین اور قانون کی بالادستی کی بات کرنے والے عناصر، قوتیں، جمہوری اور سیاسی جماعتیں بھی ان کی کمی کو بہت محسوس کرتی ہیں۔ ان کے تجربات کو، ان کے احساسات کو، ان کے خیالات کو اور آئین اور قانون کی بالادستی کے حوالے سے ان کے مقصد کو اپنے لئے مشعل راہ سمجھتے ہیں۔

جناب چیئرمین! 1973ء کے آئین کی تدوین اور اس کو مرتب کرنے کے لئے جہاں جناب شاہ احمد نورانی صاحب نے اہم اور گراں قدر خدمات سرانجام دیں وہاں پر وہ اس بات کے بہت زیادہ داعی تھے اور وہ اس بات کو وثوق اور یقین کے ساتھ سمجھتے تھے کہ پاکستان ایک وفاق ہے اور خوبصورت، مہذب اور شائستہ سا آئین اور قانون ہی اس ملک کو خوشحال اور مستحکم بنا سکتا

ہے۔

جس طرح محترم رضا ربانی صاحب نے فرمایا کہ جس دن ہم پریس کانفرنس کر رہے تھے اس دن ہم سب دوستوں کے لئے ان کی وفات کی خبر کہ وہ اس جہان فانی سے کوچ کر گئے ہیں، ایک انتہائی صدمہ تھا۔ اور اس سے ایک دن قبل جب ان سے بات ہو رہی تھی تو وہ اس بات پر متفق تھے کہ 1973ء کے آئین میں اب بھی کافی اس طرح کی ترامیم کی ضرورت ہے جن سے وفاق پاکستان میں زیادہ، workable زیادہ کام کرنے والا ایک آئین بن سکے اور وفاق پاکستان ترقی کر سکے۔

جناب والا! آپ کو یاد ہو گا کہ آپ نے جو میرا بل گزشتہ Monday کو dispose of کیا، Constitution Amendment Bill جو Article 70 کے تحت میں نے پیش کیا تھا، وہ بل اگر 1973ء کے آئین کے تحت سینیٹ میں پیش ہو، اس کو Rules of Procedure کے تحت dispose of نہیں کیا جا سکتا۔ اور جناب والا! اس بل کو یہاں پر اقلیت اور اکثریت کی بنا پر بھی مسترد نہیں کیا جا سکتا۔ اگر 1973ء کے آئین کو دیکھیں، کیونکہ مجھے شاہ احمد نورانی صاحب کے وہ الفاظ یاد ہیں، محترم پروفیسر خورشید احمد صاحب بھی یہاں تشریف فرما ہیں، ان کے ساتھ بھی میں نے ذکر کیا تھا، شاہ احمد نورانی کے ساتھ بھی کہ آئین سازی کے اندر قانون سازی کی جو مشترکہ فہرست ہے اس کو اگر صوبوں کو منتقل کیا جائے تو پاکستان کے اندر وفاق اور صوبوں کے جھگڑے کم ہو سکتے ہیں۔ وہ اس سے مکمل طور پر اتفاق کرتے تھے اور انہوں نے کہا کہ 1973ء کے آئین کے Article-70 کے تحت آپ کے اس بل کو نہ کوئی مسترد کر سکتا ہے، نہ اس کو dispose of کر سکتا ہے بلکہ اس کے لئے چیئرمین کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس کے لئے مصالحتی کمیٹی تشکیل دیتا اور اس کو آگے بڑھاتا۔

جناب والا! کہنے کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان کے اندر ہم نے کئی ایسے عالم، کئی ایسے قابل، کئی ایسے عظیم رہنماؤں کو پاکستان کے سیاسی اور سماجی شعبوں میں خدمات سرانجام دینے کا موقع فراہم نہیں کیا۔ ہم نے ان کی صلاحیتوں سے استفادہ نہیں کیا، ہم نے ان کی صلاحیتوں کو قومی مفاد کے تحت استعمال کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ہماری بے حسی سے آج نواب اکبر بگٹی جیسا شخص گوشہ نشین ہو چکا ہے۔ ہماری اسی بے حسی کی وجہ سے سردار عطا اللہ مینگل دل کے

تین آپریشن کروا کے پاکستان کی سیاست سے بیزار ہو کر کنارہ کش ہو گئے ہیں۔ ہماری اسی بے حسی کے باعث نواب خیر بخش خان مری جیسا عالم اور جید رہنما آج بلوچستان کے پہاڑوں میں آئین اور قانون سے ماورا سیاست کی باتیں کرتا ہے۔

جناب والا! ہمارے لئے شاہ احمد نورانی کا یہاں سے رحلت فرما جانا میرے خیال سے ہم سب کے لئے ایک نئی امتحانی صورت حال کا باعث بنا ہے۔ ہم میں آج بھی پروفیسر عبدالغفور اور پروفیسر خورشید احمد جیسے تجربہ کار اور جید عالم اور سیاسی و مذہبی رہنماموجود ہیں جن کا وجود ہمارے لئے غنیمت ہے۔ ہم سارے کم تجربہ کار لوگ ہیں لیکن اگر آج بھی پاکستان کے اندر قانون اور آئین کی بالا دستی کے لئے ان تمام مذہبی اور سیاسی مدبر شخصیات سے استفادہ کیا جائے تو پاکستان کو اس گنجلک اور آئینی بحران سے نکالا جا سکتا ہے، پاکستان کو اس عدم استحکام سے نکالا جا سکتا ہے، پاکستان کے اندر اس وقت جو لاقانونیت اسلام آباد کے دروازے پر دستک دے رہی ہے تو ہم پاکستان کو اس سے بھی نکال سکتے ہیں۔

میں کل کے واقعے کی بھی مذمت کرتا ہوں، شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔ پاکستان کے ہر شہری کو پاکستان کے اندر جان، مال کے تحفظ کی ضمانت دی گئی ہے لیکن افسوس کی بات ہے جناب والا! کہ مولانا اعظم طارق جیسا شخص اسلام آباد میں قتل کر دیا جاتا ہے۔ اسلام آباد کے اندر ہم اپنے آپ کو غیر محفوظ محسوس کر رہے ہیں۔ اسی طرح پورے ملک میں لا قانونیت، بدامنی کیوں پیدا ہو گئی ہے۔ اس لئے کہ جناب والا! اوپر سے لاقانونیت اور قانون سے ماورا ایک فلسفے کو پاکستان میں فروغ دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا فلسفہ اگر پاکستان میں فروغ دیا جائے گا تو جناب والا! شر پسند عناصر، دہشت گرد عناصر اپنے مفادات کے لئے قانون کی دھجیاں بکھیریں گے۔ پاکستان میں اس وقت ادارے روبہ زوال ہیں۔ ایک institutional decline آپ کو پاکستان میں کیوں نظر آ رہا ہے؟ اس لئے کہ ہم نے ایک سال سے، شاہ احمد نورانی جیسے مدبر شخص سے استفادہ نہیں کیا جس نے اپنی ساری زندگی آئین اور قانون کی بالا دستی کے لئے وقف کر دی تھی۔ ہم نے ایک دن بھی یہ محسوس نہیں کیا کہ ہم شاہ احمد نوارنی جیسے مدبر شخص سے یہ راہنمائی حاصل کرتے کہ پاکستان کے تمام بحران اور مشکلات کا حل کیا ہے۔ جناب والا! میں صرف سینیٹ آف پاکستان کے ریکارڈ پر ایک

دفعہ پھر لانا چاہتا ہوں کہ اگر ہم یہ realise کر چکے ہیں ' اگر ہم اس بات کا احساس کر چکے ہیں کہ ہمیں پاکستان میں ہم آہنگی کی' بھائی چارے کی' محبت کی ' ایک دوسرے کے ساتھ خوشی اور پیار سے رہنے کی ضرورت ہے تو اس کے لئے ہم کو اپنے سفید ریش' اپنے سارے مدبر' عالم' سیاسی' سماجی اور مذہبی شعبوں میں خدمت کرنے والے لوگوں کی عزت کرنی ہو گی۔ ہمیں کسی کو غدار کا نام دے کر' کسی کو ملک دشمن کا نام دے کر' کسی کے خلاف آپریشن کی منصوبہ بندی کرنے کی بجائے سب کے احساسات اور جذبات کو سمجھنا ہو گا۔ چاہے وہ مذہبی جماعتیں ہوں' چاہے وہ سیاسی جماعتیں ہوں' چاہے وہ صوبوں میں صوبائی خود مختاری اور صوبائی حقوق کی جدوجہد کرنے والی جماعتیں ہوں۔ جناب والا! میں آپ کا ایک دفعہ پھر مشکور و ممنون ہوں کہ اس اہم دن کی مناسبت سے جس کو میں پاکستان کی سیاسی اور مذہبی تاریخ میں ایک سیاہ دن کی حیثیت سے یاد کرتا ہوں' جس دن شاہ احمد نورانی صاحب رحلت فرما گئے' میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم سب کے لئے' خاص طور پر ہم جیسے کم عمر سیاستدانوں کے لئے' سیاست کے طالب علموں کے لئے ضروری ہو گیا ہے کہ پاکستان کو ان مسائل سے نکالنے کے لئے کوشش یہ کریں کہ شاہ احمد نورانی اور اُن جیسے دیگر جید سیاسی اور مذہبی علماء کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب خلیل الرحمٰن صاحب۔

جناب خلیل الرحمٰن: جناب چیئرمین صاحب! مولانا نورانی صاحب کے بارے میں بہت کچھ کہا گیا ہے' خوب کہا گیا ہے' ہر رنگ میں کہا گیا ہے اور ہر زاویہ سے کہا گیا ہے۔ مختصراً میں یہ کہوں گا کہ وہ نہ صرف ایک جید عالم تھے' منجھے ہوئے سیاستدان تھے اور مانے ہوئے لیڈر تھے بلکہ وہ ایک عظیم انسان تھے' نہ صرف ایک عظیم انسان تھے بلکہ ان میں ایک محبوبیت تھی' یقین مانیئے اُن میں بڑی محبوبیت تھی جو کہ اُن کے اندازِ تکلم اور طور طریق میں ہمیشہ نظر آتی تھی۔ پروفیسر غفور صاحب کی بات بالکل صحیح ہے کہ وہاں انسانوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا' وہ جنازہ نہیں تھا۔ اس میں ہر مکان' ہر زمان' ہر طبقے' ہر علاقے' ہر جگہ کے لوگ تھے۔ میں ابھی پروفیسر صاحب کو بتا رہا تھا کہ وہاں پر اتنی مشکل تھی کہ گھسنا مشکل تھا' یہ بہت بڑی بات ہے۔ اب صرف میں یہ کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے خاندان کو صبر

جمیل عطا فرمائے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اور یہ جو کل کے واقعہ کی بات کی ہے میں پروفیسر صاحب سے کُلی طور پر متفق ہوں کہ جو انہوں نے کہا ہے۔ I think it is condemnable act and it is absolutely, it should be sought out. I think the Minister is here, probably he will say something about. Thank you sir.

جناب چیئر مین: محمد علی درانی صاحب۔

جناب محمد علی درانی: اعوذ با اللہ من الشطین الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی صاحب کا انتقال یقیناً یہاں بیٹھے ہر فرد کے لئے ایک بزرگ ، ایک محسن اور ایک پیار کرنے والے شخص کی جدائی کا سبب بنا ہے جن کی شخصیت اور عاجزی نے ہمیشہ ہر ایک کو متاثر کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ بڑے آدمی تھے۔ اس لئے کہ وہ بہت ہی عاجزی کے ساتھ ہر ایک سے پیش آتے تھے۔ ان کی تعریف اس لئے جائز ہے کہ وہ کسی مسئلے کو اپنی ذات اور اپنی اناہ کا مسئلہ بنائے بغیر اس پر بات کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ ان کا دل یقیناً قرآن کی روشنی سے منور تھا اور ان کا قرآن سے تعلق ان کی پوری زندگی پر reflect کرتا ہے ۔ شاید یہ بجا ہے کہ پاکستان میں تمام دینی قوتیں ہمیشہ ایک تقسیم کا شکار رہی ہیں اور اس تقسیم نے شدو مد کے ساتھ اضافے کی طرف سفر کیا ہے۔اس شدت کے بڑھتے ہوئے طوفان میں اگر کوئی ایک فرد غیر متنازعہ شخصیت بن کے ابھرا تو وہ شاہ احمد نورانی صاحب تھے اور شاید پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ تمام مکاتب فکر کے علماء کو یکجا کر کے انہیں اکٹھا چلاتے ہوئے اور ان کی قیادت کی حیثیت کو نبھاتے ہوئے انہوں نے جس طرح اپنی زندگی کے سفر کو مکمل کیا شاید تاریخ کبھی بھی ان کو نہیں بھول سکے گی۔ میں اس پارلیمنٹ میں ان کی موجودگی کو بچپن سے دیکھتا آیا ہوں لیکن اس دفعہ جب یہ پارلیمنٹ منتخب ہوئی، اس میں جس طرح انہوں نے تمام issues پر اور شدید اختلافات کے ماحول میں باہمی گفتگو اور dialogue کے طریقے کو اپنایا اور انہوں نے اس کے اندر تسلسل رکھا ، بہت سے دوست اس dialogue کے عمل سے پیچھے بھی ہٹ گئے لیکن انہوں نے اپنی commitment پر، اپنی بات پر اور اپنی رائے پر قائم رہتے ہوئے مسلسل dialogue کے عمل کو جاری رکھا ، یقیناً یہ ان کی شخصیت کا مثبت پہلو

تھا کہ انہوں نے اپنے دوستوں کے کسی دباؤ کو بھی مضبوط کرنے کی بجائے اپنے اصولی موقف پر قائم رہنے اور اس چیز کو سمجھنے کو ترجیح دی کہ اس ملک کے مسائل کا حل بلکہ ہر مسئلے کا حل یقیناً dialogue میں ہوتا ہے اور فاصلے پیدا کرنے میں اور سخت اقدامات میں نہیں ہوتا بلکہ بات چیت کے ذریعے راستے اور صورتیں نکلتی ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ چین نصیب کرے۔ وہ یقیناً Opposition کے نہیں، ہم سب کے لیڈر تھے، وہ یقیناً کسی ایک فرقے کے نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے رہنمائی کی جگہ پر تھے۔

اس کے بعد میں کل کے واقعے کے بارے میں یہ ضرور کہوں گا کہ نقصان پہنچانے والے سے محفوظ رکھنے والا یقیناً زیادہ طاقتور ہے اور حقیقت میں زندگی کی سب سے بڑی محافظ تو خود موت ہوتی ہے کیونکہ جب تک اس کا وقت نہ آئے کوئی کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ کل کے واقعے کے بارے میں اس کے علاوہ کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ دہشت گردی تھی اور دہشت گردی ایک بزدلانہ اقدام ہوتا ہے، یہ کمزور لوگوں کا اقدام ہوتا ہے۔ یہ ان لوگوں کا اقدام ہوتا ہے جو اپنے کسی قدم کو justify نہیں کر سکتے، وہی دہشت گردی کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ وہ policies جو اس وقت اس حکومت کی اور جناب صدر پرویز مشرف کی چلتی آ رہی ہیں وہ یقیناً پاکستان کے مفاد میں ہیں اور اس چیز کی ضرورت ہے کہ ان policies کا تسلسل جاری رہے۔ ہم کسی قسم کے دباؤ اور کسی قسم کے بزدلانہ اقدامات کے دباؤ میں آئے بغیر پاکستان کی تعمیر، پاکستان کے عوام کی خوشحالی اور پاکستان کو ایک مضبوط ملک بنانے کی جد و جہد کو جاری رکھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ دہشت گرد کہیں بھی ہو، اس کا کوئی مذہب نہیں ہوتا، دہشت گرد کہیں بھی ہو، اس کا کوئی ملک نہیں ہوتا، دہشت گرد کوئی بھی ہو، وہ قابل احترام نہیں ہوتا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر کوثر فردوس۔

ڈاکٹر کوثر فردوس، جناب چیئرمین! میں سمجھتی ہوں کہ مولانا شاہ احمد نورانی اتحاد کی علامت تھے اور اتحاد کے لئے کوشاں تھے۔ وہ اتحاد جس کی ہمیں سب سے بڑھ کر ضرورت ہے، پارٹیوں کے اندر بھی، ملکی سطح پر بھی، امت مسلمہ کی سطح پر بھی اور میں سمجھتی ہوں کہ

پوری دنیا میں امن کی بالادستی کے لئے اس اتحاد کی ضرورت ہے' مولانا صاحب اس اتحاد کی علامت تھے۔ اتحاد کے لئے خواہ وہ کسی بھی سطح کا ہو برداشت حوصلے بردباری اور تحمل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی سے اتحاد قائم ہوتا اور نبھتا ہے۔ وہ خوبی بھی مولانا صاحب کی ذات میں موجود تھی اور قابل ستائش ہے۔ تیسری بات جو مجھے اہم لگی کہ اسلام کی دعوت دوسروں تک پہنچانا ہرمسلمان کا فرض اور ذمہ داری ہے' یہ بڑی سعادت کی بات ہے جس میں ہم کروڑوں لوگ اپنے آپ کو تہی دامن پاتے ہیں جبکہ مولانا صاحب نے لاکھوں لوگوں تک اسلام پہنچایا۔ لاکھوں لوگ ان کے ہاتھ پرمسلمان ہوئے یہ بھی بڑی بات ہے۔

[اس مرحلے پر جناب ڈپٹی چیئرمین جناب خلیل الرحمان کرسی صدارت پرمتمکن ہوئے]

چوتھی بات جس کی طرف میں نے اشارہ کرنے لئے آج وقت لیا ہے وہ یہ ہے کہ پارلیمانی پارٹی کے آخری اجلاس میں Ladies Senators جو اپوزیشن میں تھیں' انہوں نے مستونگ میں چار خواتین کے اغواء کے واقعہ کی حزب اختلاف کی پارلیمانی پارٹی کے اجلاس اس میں رپورٹ پیش کی کہ اس طرح سے ہم چیئرمین سینیٹ کے پاس گئی تھیں اورہم نے اپنی خدمات offer کی ہیں کہ ہم اس سلسلے میں جو بھی کوشش ہوگی' جو بھی کمیٹی بنے یا کہیں بھی جانا پڑتا ہے تو ہم اپنی خدمات پیش کرتے ہیں اور تعاون کا یقین دلاتے ہیں۔ خواتین کے ساتھ یہ جو ہوا ہے اس کی پوری طرح سے مذمت ہو اور اس کے لئے کوشش ہونی چاہیے کہ یہ ختم ہو۔ مولانا صاحب کو جب ہم نے یہ رپورٹ پیش کی تو وہاں سے کسی بھائی نے کہا کہ مولانا صاحب! یہ پوچھ رہی ہیں کہ آگے کیا کریں تو یہ جملہ انہوں نے کہا کہ .let the ladies decide themselves میں سمجھتی ہوں کہ ایک Leader of the Opposition کی طرف سے' ایک جید عالم دین کی طرف سے خواتین کے کسی اقدام کی یہ تائید اور ان کی حوصلہ افزائی' ہمارے لئے بڑے اعزاز کی بات تھی۔ یہ ہمارے معاشرے کی ان قدروں میں سے ہے جو اس بات کو متوازن رکھنے کے لئے ہے کہ عورتوں کا جو مقام ہے اس کو تسلیم بھی کیا جائے اور اس کی افراط و تفریط جو اس وقت دنیا اور معاشرے میں ہونے جا رہی ہے' اس سے بچا جائے۔ مولانا صاحب کی یہی قدریں ہیں۔ ہمیں ان کی تقلید کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے۔ جزاک اللہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ کوثر فردوس صاحبہ ۔ جی مہیم خان بلوچ صاحب۔

جناب مہیم خان بلوچ: جناب چیئرمین! مولانا شاہ احمد نورانی صاحب مذہبی نقطہ نگاہ سے یا سیاسی قائدانہ صلاحیتوں کے حوالے سے اور ایک Parliamentarian ہونے کے ناطے بہت سلجھے ہوئے ، مدبر اور دوراندیش شخصیت کے مالک تھے ۔انہوں نے اپنی پوری زندگی عالم دین کی حیثیت سے اور اسلام کے پیروکار کے ناطے پاکستان کے اندر گھر گھر اسلام کی تبلیغ کی اور مختلف بین الاقوامی forums میں چاہے یورپ ہو ، چاہے افریقہ یا ایشیاء انہوں نے اسلام کی گراں قدر خدمات سرانجام دیں اور اسلام کو پوری دنیا میں اس انداز میں روشناس کرایا کہ ان ہی کی کاوشوں سے اسلام کو آج پوری دنیا میں، ہر طبقہ فکر کے لئے ایک عدل و انصاف کا مقام حاصل ہوا ہے ۔سیاسی میدان کے حوالے سے ان میں قائدانہ صلاحیتیں موجود تھیں ۔اس ملک کی تاریخ میں جمہوریت اور جمہوری اداروں کی بقاء اور سلامتی اور آزادی کے حوالے سے جو طویل سیاسی جدوجہد رہی ہے، مولانا شاہ احمد نورانی کا اس جدوجہد میں نمایاں کردار بھی رہا ہے ۔بحیثیت Parliamentarian تمام دوستوں نے یہ واضح کیا کہ اس ملک کے 1973 کے آئین کے بنانے میں ان کا ایک بہت بڑا کردار رہا ہے ۔اس آئین میں اس وقت ملک کی فیڈریشن کی چاروں اکائیوں کی نمائندگی موجود ہے ۔اس ملک میں بسنے والے بلوچ، سندھی، پنجابی اور پشتون کی تاریخی ، جغرافیائی، لسانی ثقافت اور زبان کے حوالے سے بھی ایک پہچان 1973 کے آئین میں موجود ہے ۔ اس ملک میں 1973 کے آئین پر عمل درآمد اور اس کے تحفظ کے سلسلے میں جو ایک جمہوری اور پارلیمانی، سیاسی جدو جہد رہی ہے، اس جدوجہد میں مولانا کا عمل تمام پاکستانی دوستوں کے سامنے واضح ہے ۔

مجھے اتوار کے دن بھی ان سے گفتگو کا موقع ملا جب پروفیسر خورشید صاحب اور وہ دونوں اجلاس کے سلسلے میں یہاں داخل ہوئے۔ حسب معمول جاکر میں نے ان سے مصافحہ کیا تو مولانا صاحب نے فرمایا کہ بلوچ صاحب! بلوچستان تو اپنی جگہ، آپ کے علاقے خاران کا بھی میں ۳ دفعہ دیدار کر چکا ہوں۔ وہاں پر میرے بہت پیروکار ہیں۔ میں نے کہا کہ مولانا صاحب وہاں پر یقیناً میرا گھر ہے۔ وہاں پر آپ کے پیروکار بھی ہیں۔ میں خوش قسمت ہوں کہ میری نیت ہوئی

اور میں کراچی گیا اور ان کی نماز جنازہ میں مجھے شرکت کا موقع ملا۔ یقینی طور پر اس دن کراچی میں ہر شخص کی زبان پر مولانا کا نام تھا۔ گلی گلی میں مولانا کا نام تھا اور تمام جگہوں پر مولانا کا ذکر تھا۔ وہ کراچی کی ایک پہچان تھے' پاکستانی سیاست کی پہچان تھے۔ اس ملک میں اسلام کی خدمت کے حوالے سے وہ ہمارے رہبر تھے۔ آج وہ ہم سے جدا ہو گئے ہیں۔ جب ہم نشتر پارک گئے تو انسانوں کا اتنا رش تھا کہ جہاں میں تھا' پروفیسر غفور صاحب ' قاضی حسین احمد صاحب ' فضل الرحمان صاحب اور لغاری صاحب تھے' رش کی وجہ سے ہم ڈرنے لگے کہ کہیں ہم لوگوں کے پاؤں تلے نہ آ جائیں۔ اس قسم کی نوبت وہاں پیش آئی تھی۔ میں مولانا صاحب کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اس امید کے ساتھ کہ انشاء اللہ اس ملک کے تمام سیاسی لوگ اور دوسرے رہنے والے ان کی پیروی کرتے رہیں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you, Prof. Sajid Mir Sahib.

جناب ساجد میر: شکریہ جناب چیئرمین! شیشہ ساز نے اپنی دکان پر کچھ فریم رکھے ہوتے ہیں جنہیں ضرورت کے وقت شیشہ اور تصویر جوڑنے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ اس حوالے سے احسان دانش نے ایک خوبصورت شعر کہا تھا کہ

قبر کے چوکھٹے خالی ہیں انہیں مت بھولو
جانے کب کونسی تصویر سجا دی جائے

یہ بات یقینی ہے کہ کراچی کی ایک قبر میں حال ہی میں جو تصویر سجائی گئی ہے وہ کئی حوالوں سے انتہائی خوبصورت اور انتہائی متاثر کن ہے۔ مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ نہ صرف مجلس عمل کی وجہ سے مجھے جناب شاہ احمد نورانی کی حالیہ رفاقت حاصل رہی بلکہ میرا ذاتی تعلق تقریباً دو دہائیوں سے ان کے ساتھ ہے اور عراق وغیرہ کے بیرونی سفر میں بھی ان کی رفاقت کا مجھے اتفاق ہوا۔ میں پورے یقین سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ عظمت و کردار کے کئی بڑے نمایاں پہلو رکھتے تھے۔ عالم دین تھے' حافظ قرآن تھے۔ قرآن سے بڑی محبت اور شغف رکھنے والے اور اسے بار بار پڑھنے والے تھے۔ عالمی مبلغ اسلام تھے اور ایک شائستہ شخصیت کے مالک تھے۔ سیاسی حوالے سے ان کے دو اعزاز بہت بڑے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ پاکستان بنانے والوں اور پاکستان بچانے والوں میں

شامل تھے۔ وہ علماء اور دینی جماعتوں کے اس قافلے سے تعلق رکھتے تھے جنہوں نے متحدہ ہندوستان میں کانگریس کا ساتھ دینے کی بجائے قائد اعظم محمد علی جناح اور مسلم لیگ کی تحریک پاکستان کا ساتھ دیا۔ پاکستان بننے کے بعد بالخصوص سانحہ مشرقی پاکستان کے موقع پر پاکستان بچانے کی کوشش میں بھی ان کا کردار بڑا قیمتی اور قابل قدر رہا۔

جناب چیئرمین! ان کا دوسرا بڑا اعزاز سیاسی حوالے سے یہ ہے کہ وہ پاکستان کے آئین سازوں میں بھی شامل تھے اور آئین کے پاسبانوں میں بھی شامل تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی بہت بڑا اعزاز ہے کہ ایک شخصیت کو پاکستان کا متفقہ آئین بنانے والوں میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہو اور جب اس آئین کی پاسبانی اور اس کو بچانے اور اس کو سرخرو کرنے اور اس کا علم بلند کرنے کا موقع آئے تو وہ کسی سے پیچھے نہ ہو بلکہ سب سے آگے ہو۔ جناب چیئرمین! ہماری اچھی روایات میں سے ہے کہ ہم جانے والوں کو تو اچھے الفاظ سے یاد کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ایک روایت جو شاید اتنی قابل تحسین نہیں ہے، وہ یہ ہے کہ جانے کے بعد کسی کی قدر کرتے ہیں اس کی زندگی میں ذرا کم ہی کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مولانا شاہ احمد نورانی کو خراج تحسین پیش کرنے اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرنے کے لئے جہاں ایوان کے دونوں طرف کے ارکان متفق اور اکٹھے ہیں وہاں انہیں آئین کا علم بلند رکھنے اور آئین کی پاسبانی کرنے کی جدوجہد میں بھی اکٹھا ہونا چاہیئے۔ کسی ایک شخصیت کو سامنے رکھ کر پاکستان، اس کے مفادات اور اس کے آئین کے تقاضوں کو پس پشت نہیں ڈالنا چاہیئے۔ بجائے اس کے کہ کسی کے جانے کے بعد ہم کہیں کہ وہ آئین کا علمبردار تھا، جمہوریت کا علمبردار تھا، اسلام کا علمبردار تھا، کیوں نہ ہم بھی کوشش کریں کہ اگر ہم علمبردار نہیں بن سکتے تو کم از کم ملک کے آئین کے اور دین کے خدمت گزار بننے کی کوشش کریں اور پاکستان کو مل جل کر اس stalemate, اس بحران، اس المیہ سے نکالنے کی کوشش کریں کہ ایک سال ہونے کو آیا مولانا شاہ احمد نورانی جیسی شخصیات ہمارے درمیان موجود ہونے کے باوجود ہم اس پارلیمنٹ کو صرف اس لئے مناسب طریقے سے نہیں چلا سکے کہ اس کے حقوق ختم کئے جا چکے ہیں، اس کے حقوق پر ڈاکہ پڑ چکا ہے، عوام کا حق حکمرانی چھینا جا چکا ہے۔ جس طرح ہم مل جل کر ایسی شخصیات کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں جو ملک کی خدمت کرنے والے اور آئین کی علمبرداری کا دم

بھرنے والے ہیں کیوں نہ ہم بھی اسی قبیلے میں شامل ہونے کی کوشش کریں اور جہاں تک کل کے اس واقعہ کا تعلق ہے، اپوزیشن متفقہ طور پر اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں بھی کوئی اختلاف نہیں ایوان میں دونوں سائیڈ پر---

جناب ڈپٹی چیئرمین: ساجد میر صاحب wind up کریں۔

جناب ساجد میر: ہم مل کر اس کی مذمت کرتے ہیں۔ مسائل کے حل کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ کسی کی جان لی جائے اور یہ سمجھا جائے کہ اس سے ملک کے سارے مسئلے حل ہو جائیں گے۔ اگرچہ ایک ہی شخص زیادہ تر مسائل کا ذمہ دار ہو لیکن جان لینے سے مسئلہ حل نہیں ہوتا، جان لڑانے سے مسائل حل ہوتے ہیں اور اسی طریقہ سے مسئلہ حل ہو سکتا ہے کہ مل جل کر ہم ان آدرشوں کی اور ان امنگوں کی اور ان ideals کی پاسبانی کریں جن کا ہم سب دم بھرتے ہیں۔ بہت شکریہ، بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ ساجد میر صاحب - بلیدی صاحب! جو آپ نے لکھا ہے کہ چیئرمین سینیٹ نے یہ لسٹ تیار کی تھی، actually ہم اسی کو ہی follow کر رہے ہیں۔ ایک ادھر سے بولے گا اور ایک ادھر سے۔ ڈاکٹر شہزاد وسیم صاحب۔

ڈاکٹر شہزاد وسیم: مولانا شاہ احمد نورانی آج ہم میں نہیں مگر ان کا ہنستا مسکراتا چہرہ آج بھی ہماری آنکھوں میں بسا ہے۔ ان کے لہجے کی مٹھاس کی بازگشت آج بھی ہم سن رہے ہیں۔ ان کی طبیعت کی حلیمی آج بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ مجھے یاد ہے جب سینیٹ میں میرا پہلا دن تھا تو ایک خوشگوار حیرت کا اضافہ ہوا تھا کہ میری ساتھ والی نشست مولانا شاہ احمد نورانی کی تھی اور ان سے جو اس دن کی ملاقات ہے وہ بہر حال میرے لئے ہمیشہ یادگار رہے گی۔ جب وہ اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے تو اس کے ساتھ بھی میری ایک جذباتی وابستگی بنتی ہے کہ مجھے یہ موقع ملا کہ PIMS کے اس mortuary میں، اس سرد خانے میں جہاں میں نے اپنی والدہ مرحومہ کے جسد خاکی کو امانتاً رکھا تھا وہیں پر مجھے مولانا شاہ احمد نورانی کے جسد خاکی کو بھی رکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ مولانا نے اپنی ساری زندگی جس جدو جہد میں گزاری اور جس کا ذکر اس ایوان میں کیا گیا اس سے ہمیں ایک سبق ملتا ہے کہ ملکی معاملات کو چلانے کے لئے آپ

کے نظریات چاہے کچھ بھی ہوں، صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے افہام وتفہیم کا۔ انہوں نے ہمیشہ اپنے نظریات پر قائم رہتے ہوئے بھی محاذ آرائی کی سیاست کی بجائے افہام وتفہیم کا راستہ اپنایا۔

جہاں تک کل کے واقعہ کا تعلق ہے، اس بزدلانہ دہشت گردی کے واقعہ کی جس قدر مذمت کی جائے، کم ہے۔ اس کا نشانہ صدر پاکستان کی ذات نہیں بلکہ استحکام پاکستان ہے۔ اس لئے کہ آج ان کی ذات استحکام پاکستان کی ایک علامت بن چکی ہے۔ اگر کوئی قوت یہ سمجھتی ہے کہ اس قسم کے بزدلانہ واقعات سے، دہشت گردی کے واقعات سے پاکستان کی اس پوزیشن کو نقصان پہنچایا جا سکتا ہے جو کہ پاکستان نے عالمی سطح، ملکی سطح اور معاشی سطح پر حاصل کی ہے تو وہ غلطی پر ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: امان اللہ صاحب! اس سے پہلے کہ آپ اپنی تقریر شروع کریں جن خواتین و حضرات نے کل کے incident پر بولنا ہے، please give your names now so that we may have a list.

جناب امان اللہ کنرانی: ہمارے لئے یہ نہایت دکھ اور افسوس کا مقام ہے کہ آج ہم اپنے ایک بہت بڑے سیاسی اور مذہبی لیڈر کی وفات اور سانحہ ارتحال پر اظہار خیال کر رہے ہیں۔ اس حوالے سے ہم قومی issues کو بھی discuss کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے میں Leader of the House جناب وسیم سجاد اور اپوزیشن کے لیڈر میاں رضا ربانی صاحب اور پروفیسر خورشید صاحب کا قومی جذبہ ایک ہے۔ اس کو بھی ہم خراج تحسین پیش کریں گے کہ ہماری لیڈر شپ کے اندر ایسے لوگ موجود ہیں جو national issues پر consensus پیدا کرتے ہوئے اس نظام، اس پارلیمانی نظام حکومت اور پارلیمانی سسٹم کو چلانے کا جذبہ رکھتے ہیں۔

اس موقع پر جب ہم مولانا شاہ احمد نورانی کی بات کرتے ہیں تو وہ ہمیں ایک شخص ہی نہیں بلکہ اپنی ذات میں ایک انجمن نظر آتے ہیں اور ایک فرد ہی نہیں، اپنے فقہ کے ایک رہبر نظر آتے ہیں۔ محض الفاظ کی حد تک نہیں بلکہ پاکستان اور بین الاقوامی حالات میں شخصیات کا تجزیہ

کیا جائے تو مولانا کی شخصیت اس لحاظ سے منفرد نظر آئے گی، جیسے Treasury Benches سے ایک دوست نے کہا اور درست کہا کہ مولانا صاحب پاکستان میں ایک وسیع حلقہ اثر کے مالک تھے اور اہل تصوف کے وہ رہبر تھے اور تصوف کے میدان میں ان کی قیادت کر رہے تھے مگر کبھی بھی انہوں نے اپنی اس حیثیت کو exploit کرنے کی کوشش نہیں کی، کبھی اپنی نکر کو دوسروں پر مسلط کرنے کی کوشش نہیں کی، کبھی اس کو سیاسی طور پر cash کرانے کی کوشش نہیں کی۔ انہوں نے ہمیشہ اپنی سیاسی جدوجہد کو سیاسی میدان کے اندر لڑا ہے۔ اپنی شخصیت کو ایک سیاسی شخصیت کے طور پر ابھارا ہے۔ ایک انتہا پسند مذہبی اور انتہا پسند فرقہ پرست کی حیثیت سے اپنے آپ کو کبھی متعارف نہیں کروایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس شخصیت کے حامل مولانا شاہ احمد نورانی ہی ہو سکتے تھے اور انہوں نے بڑی کامیابی کے ساتھ اپنی زندگی کے دن ایسے خوشگوار انداز میں پورے کئے۔ آج ہم سب ان کے لئے اشک بار ہیں۔ ہم سب چاہے treasury benches سے تعلق رکھتے ہیں یا اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں، ان کے معاملے میں متفق ہیں اور ان کی روح کے ایصال ثواب کے لئے متفقہ طور پر اچھے اور نیک کلمات ادا کر رہے ہیں۔

جناب والا! اس موقع پر جب ہم مولانا شاہ احمد نورانی کی بات کر رہے ہیں، اس کے ساتھ ہی ایک واقعہ کل پیش آیا ہے جس کو کہا جاتا ہے کہ یہ ایک attempt جنرل مشرف صاحب کی life پر ہوئی ہے۔ واقعات چاہے کہیں بھی ہوں، دھماکہ چاہے کہیں بھی ہو، شہری علاقے میں ہو یا کہیں بھی ہوں، یہ قابل مذمت ہوتے ہیں اور خاص طور پر جب یہ کہا جاتا ہے کہ ہم اس واقعہ کو صرف ایک واقعہ کی حیثیت سے دیکھیں اور سامنے سے، آگے سے، پیچھے سے، آنکھیں بند کر کے جامد شکل میں دیکھیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہی انداز قوموں کا زوال ہوتا ہے۔ جب ہم پارلیمنٹ میں، ایوان بالا میں بیٹھے ہیں، اس پر بات کرنی چاہیے۔ اتنے بڑے حادثے کو میں ایک معمولی واقعہ نہیں سمجھتا ہوں، یہ ایک بہت بڑا واقعہ ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ اسے اب wind up کریں۔

جناب امان اللہ کنرانی: یہ بہت بڑا واقعہ ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا بڑا واقعہ ہے کہ شاید treasury benches والے بھی اس طرح اسے نہ دیکھ سکیں جس طرح ہم دیکھتے ہیں مگر

میں یہ ضرور کہوں گا کہ ان واقعات کے تسلسل کو بھی دیکھا جائے۔ماضی کے ان واقعات کو بھی دیکھا جائے جب 1971ء میں ملک ٹوٹا اس کی کوئی تحقیقات نہیں ہوئیں ' یہاں پر جنرل ضیاء الحق کے جہاز کو اڑایا گیا آج تک اس کی تحقیقات نہیں ہوئیں ' یہاں پر کارگل کے اندر واقعہ ہوا ' آج کشمیر کا سودا ہو رہا ہے ' ملک کے اندر اس قسم کے کئی واقعات ہیں جن کے اوپر تحقیقات ہونی چاہیئے تھیں۔ ان مجرموں کو ' ان ملزموں کو سزا دیئے بغیر' ماضی پر نظر دوڑائے بغیر ہم اپنے مستقبل کو بہتر نہیں کر سکتے۔ یہ آنکھوں کو چندھیانے کی بات ہوسکتی ہے ' آنکھوں کو بند کرنے کی بات ہوسکتی ہے ۔ہم اس کو صرف محدود نہ رکھیں اور اپنے دائرے کو محدود نہ رکھیں بلکہ ہمیں اپنے vision کو کھلا رکھنا پڑے گا ' اپوزیشن کے ساتھیوں کو بھی اور treasury benches کو بھی ۔ ان سارے واقعات کو موجودہ حالات کے حوالے سے نہیں بلکہ ماضی کے تناظر میں دیکھا جائے۔جس طرح ان واقعات کو دبایا گیا اور واقعات آج بھی ہو رہے ہیں' کل اگر ان واقعات کا سدباب کیا جاتا --------

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ wind up کرلیں۔

جناب امان اللہ کنرانی: تو شاید آج یہ واقعات نہ دہرائے جاتے۔انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ شکر ہے آپ نے آج دو اپوزیشن لیڈروں کی نشاندہی کر دی۔رضا ربانی صاحب اور پروفیسر خورشید صاحب۔ حمید اللہ جان آفریدی۔

جناب حمید اللہ جان آفریدی: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں مولانا شاہ احمد نورانی صاحب کی موت پر بے حد افسوس کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائیں اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔اس کے علاوہ جناب چیئرمین ! کل کے واقعہ کی بھی پرزور مذمت کرتا ہوں۔جناب چیئرمین!شرم کی بات تو یہ ہے کہ کل کا یہ واقعہ ایک ایسے time یا دن پر ہوا کہ ایک پڑوسی ملک کے صدر بھی ----

جناب ڈپٹی چیئرمین! آپ کل کے واقعہ پر بات کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ discussion جو ہو رہی ہے وہ نورانی صاحب پر ہو رہی ہے --

جناب حمید اللہ جان آفریدی: میرے خیال میں سب نے totally ایسے ہی کیا ہے---

Mr. Deputy Chairman: That has been added at the end.

Mr. Hamid Ullah Jan Afridi: I am sure, it was not like ....

Mr. Deputy Chairman: Would you please stick to that?

Mr. Hamid Ullah Jan Afridi: The start was not a little bit rigid , that is why I stated all.

Mr. Deputy Chairman: No no, there is no rigidity in it. You are to stay with the main subject and once it is finished then you can mention about it. Yesbut the basic discussion which is going on at the moment, that is fine.

Mr. Hamid Ullah Jan Afridi: O.K. Fine. Thank you, sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر بلیدی صاحب۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم' بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کل نفس ذائقة الموت۔ صدق اللہ العظیم۔ جناب چیئرمین! مولانا شاہ احمد نورانی صاحب ایک مرد مجاہد' انتہائی مخلص اور سیاست کے شہسوار تھے۔نورانی صاحب نے ایم ایم اے کو متحد کرنے میں بڑا کردار ادا کیا اور اس نے اپنی پوری زندگی اندرون اور بیرون ملک تبلیغ میں گزاری اورکل ان کا سوئم تھا تو وہاں بتایا گیا کہ ڈیڑھ لاکھ کافر ان کی تبلیغ سے بیرون ملک ان کے ہاتھوں مسلمان ہوئے۔ جب ہم میت لیکر کراچی جا رہے تھے' اس موقع پر میں حکومت کا بھی ضرورشکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے فی الفور وہ سہولت فراہم کی اور ہم ساتھ گئے۔ نثار میمن صاحب بھی تھے ، درانی صاحب ، سمیع الحق صاحب' میں بھی اور ہمارے دوسرے ساتھی بھی تھے۔ جب ہم کراچی پہنچے اورکراچی کا ماحول ہم نے دیکھا تو وہ سراپا غم ' roads سنسان اور سناٹا چھایا ہوا تھا اور جب جنازے کے لیے ہم نشتر پارک پہنچے توجناب! ہم حیران رہ گئے کہ پورا پاکستان وہاں

پر موجود تھا۔ اس جنازے پر لوگوں کے سمندر سے یہ پتا چلا کہ پاکستانی عوام کے دلوں پر علماً کا غلبہ ہے اور دوسرے نظام کے لئے ایک ریفرنڈم تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ انسانوں کے اس سمندر کو اگر کسی نے دیکھا ہو، وہاں ہمارے وسیم سجاد صاحب بھی موجود تھے، تو وہاں صف بنانے کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ وہاں مشکل سے لوگ قبلہ کی طرف منہ کر کے پاؤں جمانے کے لئے جگہ ڈھونڈ رہے تھے ۔ نشتر پارک میں بالکل جگہ نہیں تھی۔ میں یہاں یہ بات ضرور بتاتا چلوں کہ ہمارے صدر مملکت پرویز مشرف صاحب کراچی میں موجود تھے لیکن وہ مولانا صاحب کے جنازے میں شریک نہیں ہوئے، یہ افسوس کا مقام ہے۔

دوسری حرف مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی صاحب نے 1973 کا آئین بنانے میں جو کردار ادا کیا وہ سب کے سامنے ہے۔ قادیانیوں کو کافر قرار دلوانے میں مولانا نے جو کردار ادا کیا ، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ شہسوار سیاست تھے، وہ تہجد کے پابند تھے ، وہ مبلغ دین تھے ۔ ہمارے حزب اقتدار کے ساتھیوں نے سب کچھ بتایا لیکن یہ نہیں بتایا کہ وہ شہسوار اپوزیشن بھی تھے ۔ وہ کبھی مصلحتوں کے شکار نہیں ہوئے۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی بربریت اور ظلم کا مقابلہ کرنے میں بسر کی اور میں چیلنج کرتا ہوں کہ نورانی صاحب نے پوری زندگی کرائے کے دو کمروں میں گزاری۔ آج تک ان کا کوئی گھر نہیں تھا ۔ ان کا گھر جو کراچی میں ہے ، ان کی اہلیہ کی جو جائیداد تھی اس کو بیچ کر اس گھر کو خریدا گیا۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر اپوزیشن والے مولانا صاحب کو ان کی وفات سے پہلے Leader of the Opposition declare کر دیتے تو آج ہمارے لئے ایک اعزاز ہوتا لیکن بدقسمتی ہے کہ 9 مہینے گزرنے کے باوجود دونوں طرف سے اس کو متنازعہ بنایا گیا جبکہ آج ہم کہتے ہیں کہ وہ باصلاحیت انسان تھے، ان کی صلاحیتوں سے ہمیں فائدہ اٹھانا چاہیئے تھا لیکن جیسا کہ ہمارے ایک بزرگ نے فرمایا کہ بڑے بڑے لوگوں کے جانے کے بعد ان کی صلاحیتیں ہمیں نظر آتی ہیں ۔ 9 ماہ کے دوران ہمیں ان سے فائدہ اٹھانا چاہیئے تھا۔ انہوں نے ایم ایم اے کے تمام گروپوں کو اکٹھا کر کے تمام دنیا پر ثابت کر دیا کہ وہ ایک باصلاحیت انسان تھے ۔ ان میں لچک ، محبت اور رواداری تھی ۔ بعض معاملات میں حکومت کے بارے میں لچک تھی ، انہوں نے بار بار کہا کہ اس حکومت کو موقع ملنا چاہیئے لیکن میں یہاں یہ واضح کر دوں کہ مولانا شاہ احمد نورانی کے

جانے کے بعد بھی ایم ایم اے متحد رہے گی اور ایم ایم اے نے جو dead line دی ہے اسکے اگر حکومت نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا اور ڈرافٹ اسمبلی میں نہ لایا گیا تو وہ dead line جو نورانی صاحب نے دی ہے ہم اس کی پابندی کریں گے ' اس تاریخ سے ہم اپنی تحریک شروع کریں گے۔

آخر میں ،کل جو واقعہ ہوا ہے اس کی میں پرزور مذمت کرتا ہوں ۔ یہ واقعی دہشتگردی ہے اور کوئی مذہب یا انسانیت اس کی اجازت نہیں دیتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پہلے جو ہزاروں بےگناہ، معصوم، یتیم ایسے ہی واقعات میں قتل ہوئے ہیں، کبھی ان کے متعلق بھی ہم نے سوچا ہے؟ کل جب ایک اہم آدمی کے بارے میں واقعہ ہوا ہے تو ہمیں تمام قوانین یاد آ رہے ہیں۔ آج وزیر داخلہ صاحب کو یہاں موجود ہونا چاہیئے تھا وہ موجود نہیں ہیں---

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ بلیدی صاحب! ابھی اس پر بحث شروع نہیں ہوئی ہے ' آپ بیٹھیں، وہ آئیں گے پھر اس پر بحث کریں گے۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی ۔ جناب والا! میں ایک آخری درخواست کرتا ہوں کہ اس بحث کو براہ راست پوری قوم کو دکھانا چاہیئے تھا کیونکہ یہ بحث ایک بہترین سیاستدان اور عالم دین کے بارے میں ہو رہی ہے ۔ میں آپ سے اور شیخ رشید صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ بحث پوری قوم کو دکھائی جائے۔ آپ کا شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ بلیدی صاحب۔ اب گلشن سعید صاحبہ۔ نہیں ہیں۔ جی نثار میمن صاحب۔ رضا خان آپ کی باری اس کے بعد ہے۔

جناب نثار احمد میمن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ آج ہم یہاں ایک عظیم شخصیت ' جناب مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی صاحب جو ہم سے جدا ہو چکے ہیں' ان کی یاد میں بات کر رہے ہیں۔ ہم ان کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو سن رہے ہیں اور ان کی شخصیت کے مختلف پہلو اجاگر ہو رہے ہیں۔ یہ نہ صرف آج اس ایوان میں اجاگر ہو رہے ہیں بلکہ پاکستان کے national press میں بھی پچھلے چند دنوں میں ہو چکے ہیں۔ میرے خیال میں بہت کچھ کہا گیا ہے اور ان کے بارے میں بہت صحیح کہا گیا ہے۔ میں صرف اتنا کہوں گا کہ

میں ان کے آخری سفر میں جب جا رہا تھا جو C-130 میں اسلام آباد سے کراچی کی طرف تھا تو مجھے اس وقت ایک خیال آ رہا تھا کہ ایک عظیم انسان، ایک عظیم پاکستانی، ایک عظیم قابل احترام مولانا اور صاحب فکر کے ساتھ ہم اس وقت جا رہے ہیں مگر جب وہ حیات تھے، ہم نے ساتھ مل کر اس پارلیمنٹ میں کام نہیں کیا۔ جب ہم یہ بات کرتے ہیں کہ وہ جمہوریت کے علمبردار تھے، یقیناً وہ تھے، انہوں نے آئین کی پاسداری بھی یقیناً کی ہے اور وفاق کو مضبوط کرنے کے لئے بھی انہوں نے کوششیں کیں مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ اپوزیشن نے ایک رویہ اختیار کیا جس سے مولانا صاحب بھی متاثر ہوئے۔ وہ اس ایوان میں ان سارے اداروں کو مضبوط کرنے اور جمہوریت کو مضبوط کرنے کے لئے وہ اقدامات نہ کر سکے جن کو وہ کرنا چاہتے ہوں گے۔

میں نے ان کو بڑے عرصے سے دیکھا ہے۔ کراچی میں میرا مکان ان کے مکان کے قریب تھا۔ وہ نہ صرف عالم دین تھے بلکہ وہ ایک بڑی سماجی اور سیاسی شخصیت تھے، افہام وتفہیم پر انہوں نے ہمیشہ یقین رکھا ہے۔ وہ نہ صرف اسلامی نظام کی طرز سے دیکھتے تھے بلکہ پاکستان میں سائنس کی ترقی میں بھی انہوں نے نمایاں کردار یوں ادا کیا کہ جو بھی اقدامات اس لحاظ سے ہوتے تھے وہ ان کو سراہتے تھے۔ میرے خیال میں یہ کہنا کہ کون ذمہ دار تھا جس کی وجہ سے ایک عظیم سیاسی راہنما اس سینیٹ کا، اس ایوان کا Leader of the Opposition نہ ہو سکا، میرے خیال میں یہ سوچنے کا مقام ہے اور ان سب لوگوں نے --- مجھے خوشی ہے کہ ہمارے بلیدی بھائی نے اس کا ذکر کیا کہ وہ دونوں جانب سے تھے مگر میں یہ کہوں گا کہ جو زیادہ تر ذمہ دار تھے وہ ان کو بھی معلوم ہے کہ وہ کون تھے جن کی وجہ سے مولانا صاحب Leader of the Opposition نہ ہو سکے۔ مگر ہمارے نزدیک وہ ہمیشہ Leader of the Opposition رہے ہیں اور ہم نے انہیں اسی قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔

جب ہم لاقانونیت کی بات کرتے ہیں، پاکستان کے اداروں کے زوال کی بات کرتے ہیں تو آیئے! اپنے آپ سے پوچھیں کہ اس کے ذمہ دار کون ہیں۔ وہ سب ذمہ دار ہیں جو اداروں کے اندر تو آ جاتے ہیں مگر ان اداروں میں کام نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ آج کم از کم مولانا صاحب کی وجہ سے ہم ایک ساتھ بیٹھے ہیں۔ یہ پارلیمنٹ کا ادارہ چل رہا ہے، کیا ہی اچھا ہو کہ ان کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ہم آج یہ عہد کریں کہ آج کے بعد ہم پارلیمنٹ کے اس ادارے کو

مل کر چلائیں گے تاکہ مولانا صاحب کی روح کو خوشی حاصل ہو اور ہم ان کے وہ سارے کام جو وہ کرنا چاہتے تھے ان کو آگے بڑھائیں۔ کل کا جو واقعہ ہے وہ بھی ایک سوچ کا ہے ہم سب اس کی مذمت کرتے ہیں مگر اس کے ساتھ ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں اور ہمیں یہ بھی سوچنا پڑے گا کہ یہ واقعہ کیوں پیش آیا ہے۔ واقعہ یوں پیش آتا ہے جب قوم میں یکجہتی نہیں ہوتی تو جو دشمن عناصر تشدد کرتے ہیں ان کو encouragement ملتی ہے۔ تو یہ اچھا موقع ہے کہ آج ہم اس موقع پر یکجہتی کا اظہار کر رہے ہیں، اس کو آگے بڑھاتے ہوئے، جس طرح عراق پر ہم نے بحث کی ہے، جس طرح مولانا صاحب کو خراج تحسین پیش کر رہے ہیں، ہم آئندہ بھی مل کر کام کریں۔ یہ جو صدر صاحب پر حملہ ہوا ہے وہ میرے خیال میں ایک ذات پر نہیں ہوا ہے، یہ قوم پر حملہ ہوا ہے۔ اس کے گہرے اثرات ہیں۔ لہٰذا، اس پر بھی ہمیں سوچنا چاہیئے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا تاکہ میں اپنے خیالات کا اظہار کرسکوں اور پھر اپنے دوستوں کو کہوں کہ آئیے! اس پارلیمانی سفر کو آگے بڑھائیں اسی طریقے سے جس طرح سے مولانا صاحب چاہتے تھے اور پاکستان کو مضبوط کریں، مل کر مضبوط کریں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ نثار میمن صاحب۔ جناب رضا محمد رضا صاحب۔ گلشن سعید صاحبہ، آپ کی باری ان کے بعد ہے۔ You missed it because you were not here.

جناب رضا محمد رضا: شکریہ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے اپنی پارٹی پشتون خواہ ملی عوامی پارٹی اور اس ملک کی محکوم قوموں پشتون، بلوچ، سندھی، سرائیکی، ان قوموں کی نمائندہ تحریک پونم کی طرف سے مرحوم قائد مولانا شاہ احمد نورانی صاحب کو ان کی قابل ذکر دینی، عوامی اور جمہوری خدمات اور اس ملک کے عوام کے لئے، اس ملک کے اداروں کے لئے، ان کی قربانیوں پر تہہ دل سے خراج عقیدت پیش کرتا ہوں اور خداوندتعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مرحوم کے خاندان، رفقا، احباب اور ساتھیوں کو اس صدمے کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جناب والا! جناب نورانی صاحب، جیسا کہ اس ہاؤس کے معزز اراکین نے مجھ سے پہلے کہا کہ واقعی وہ ایک جید عالم دین تھے، ایک سیاسی رہنما تھے اور ان کا ایک قابل تعریف role ہے

اس ملک میں، میں اس میں یہ اضافہ کروں گا کہ مولانا ایک معتدل عالم دین تھے اور وہ ایک باکردار شخصیت تھے۔ جناب والا! اس میں شک نہیں کہ ان گزشتہ دو تین عشروں میں اسلام کے نام پر ایسے بہت سارے لوگ ہیں جنہوں نے کروڑوں نہیں بلکہ اربوں روپے کمائے اور مولانا کے لئے باعث افتخار ہے کہ ان کے پاس شاید رہنے کے لئے کوئی مکان ہی نہ تھا۔ یہ ان کے کردار کی بہت بڑی بات ہے اور جہاں تک اس ملک کے عوام کے لئے ان کی خدمات کا تعلق ہے، مولانا اس لئے محترم شخصیت سمجھے جانے لگے ہیں اس ملک میں۔ یہ بدقسمتی ہے اور یہ زندہ قوموں کی نشانی نہیں کہ جو اپنی زندہ قومی شخصیات کا اس وقت احترام نہیں کرتے جب وہ زندہ ہوتے ہیں اور ان کی موت کے بعد ان کے قصیدے لکھتے ہیں یا گاتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔ مولانا حقیقی معنوں میں ایک ایسی شخصیت تھے جنہوں نے اپنا احترام اپنے role سے کمایا۔ اس ملک کے عوام کو، جمہوری قوتوں کو جو صدمہ پہنچا ان کی موت سے، جو خلا محسوس ہوا، جو کمی محسوس ہوئی ان کی موت سے، وہ ان کا وہ جمہوری role ہے جو انہوں نے اپنی تمام زندگی میں اس ملک کے عوام کے لئے ادا کیا۔ انہوں نے ہر مارشل لاء کی مخالفت کی اور اس کے مقابلے میں اس ملک کے لئے جمہوری آئینی نظام کا مطالبہ کیا۔ اس کے لئے تحریر کیا، تقریریں کیں، جدوجہد کی، قربانیاں دیں اور انہوں نے اپنا یہ مشن آخر دم تک، مرتے دم تک جاری رکھا۔ اس وقت جب اسلام کے نام پر، طالبان کے نام پر افغانستان پر انتہائی انسانیت سوز بربریت اور وحشت کا دور مسلط ہوا، مولانا نے کھل کر اس کی مخالفت کی اور اسلام کی حقیقی تعلیمات کی تبلیغ کی کہ اسلام انسانی برابری، اخوت اور معاشی مساوات اور انسانی اقدار کا درس دیتا ہے اور انہوں نے اپنی منفرد شخصیت قائم رکھی ایک مذہبی عالم دین کی حیثیت سے اور کسی کی پرواہ نہیں کی۔ تو مولانا کے اس role سے ان کو تمام عالم اسلام میں ایک احترام کا مقام حاصل ہے۔ ایک جمہوری جدوجہد کے حوالے سے دنیا کی تمام جمہوری قوتوں میں ان کا ایک مقام ہے۔

جناب والا! مجھے مولانا صاحب کی شہرت کا تو پہلے علم تھا۔ لیکن ان کی رفاقت کا صرف ایک سال کا موقع ملا۔ میں نے مولانا صاحب کو انتہائی نیک سیرت شخص پایا اور واقعی اپنے مشن کے ساتھ، اپنے ہدف کے ساتھ انتہائی پرخلوص اور وفادار پایا۔ میں نے اس سال کے دوران مولانا صاحب سے صرف یہ سنا کہ اس ملک میں اس وقت تک عوام کی حاکمیت قائم نہیں ہوسکتی جب

تک اس ملک کی پارلیمنٹ کا احترام نہ کیا جائے گا، منتخب پارلیمنٹ کا احترام نہ کیا جائے گا اور اس کو اس کا مقام نہ دیا جائے گا ۔ اور یہ مولانا صاحب کی شان ہے ۔ کہ انہوں نے کھل کر ہر پریس کانفرنس میں، یہ ریکارڈ پر ہے، کھل کر کہا ہے کہ اس ملک کے فوجی جرنیلوں کو، بائیس گریڈ کے ایک آفیسر کو ملک پر حکمرانی کا کوئی اختیار نہیں ۔ اس ملک کے صدر کی post اس ملک کے صدر کا مقام اس وقت خالی ہے ۔ اس کا electoral college قومی اسمبلی، سینیٹ اور چاروں صوبائی اسمبلیاں ہیں ۔ یہ مولانا صاحب ہر وقت ہر پریس کانفرنس میں فرماتے رہے ہیں ۔ اور جبکہ ایک جرنیل نے ملک کے اقتدار اعلیٰ کو غصب کرکے اعلان کیا ہے کہ میں اس ملک کے لئے صدر ہوں اور پتا نہیں کہ کتنے سالوں کے لئے ہوں ----

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ رضا صاحب! آپ تھوڑا باہر نہیں جارہے ہیں؟

جناب رضا محمد رضا: یہ مولانا صاحب کی تعلیمات ہیں ۔ان کی تعلیمات یہی تھیں۔ اس لئے اس ملک کے اداروں کی بالادستی کے لئے، جناب والا! اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں wind up کروں ۔---

جناب ڈپٹی چیئرمین : نہیں wind up نہ کریں ۔ آرام سے بولیں۔ ابھی آپ کے پاس دو منٹ ہیں ۔ آپ لیڈر آف پارٹی ہیں ۔ آپ کے دس منٹ ہیں ۔ ابھی آپ کے پاس دو منٹ ہیں ۔

جناب رضا محمد رضا: جناب والا! مولانا صاحب نے جب بھٹو صاحب کے دور میں پی این اے کی تحریک کی رہنمائی کی تو ان کا مقصد صرف یہ تھا، اس وقت یہ شکایت تھی کہ اس ملک میں صاف شفاف انتخابات ہونے چاہییں تھے ۔ جب اس ملک کی جمہوری قوتوں کو یہ شکایات ملیں کہ ان انتخابات میں کئی دھاندلیاں ہوئی ہیں، یہ شکایات ہیں تو مولانا صاحب نے اس تحریک کی رہنمائی صرف اس بنیاد پر کی کہ ایک بار پھر جمہوری شفاف انتخابات کروائے جائیں ۔ لیکن مولانا صاحب کی اس تحریک کو hijack کیا گیا ۔ اور اس تحریک کے نتیجے میں اس ملک میں گیارہ سال تک جنرل ضیاء کی آمریت مسلط ہوئی اور اس جرنیل نے کہا کہ اگر آپ اسلام چاہتے ہیں تو پھر اس کے معنی ہیں کہ میں پانچ سال کے لئے مزید اس ملک کا صدر رہوں گا جس طرح ہمارے

موجودہ جرنیل صاحب ، کل کے واقعے کی ہم مذمت کرتے ہیں ۔ واقعتاً یہ ایک ایسا مسئلہ ہے ۔ پشتو کے ایک شاعر کا ایک شعر ہے -----(پشتو)

وہی گرتے ہیں اس کنویں میں جو دوسروں کے لئے کھودتے ہیں ۔ اس ملک کے اداروں نے بدترین دہشت گردی کی پرورش کی ہے ۔ ہمارے اداروں نے ، ہمارے جرنیلوں نے ، آئی ایس آئی اور دیگر جاسوسی اداروں نے یہاں اس ملک میں ایسے دہشت گردوں کی پرورش کی ہے کہ آج اس ملک کی شہرت دنیا میں ایک دہشت گرد ملک کی کر دی ہے ------

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ رضا صاحب ، رضا صاحب جب اس subject کے اوپر بات ہو گی -----

نہیں آپ باہر جا رہے ہیں-----

جناب رضا محمد رضا: جناب والا! کل کے واقعے کی ہم مذمت کرتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ آپ مذمت کریں۔ لیکن---

جناب رضا محمد رضا: لیکن یہ اس دہشت گردی کا نتیجہ ہے ----

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ لیکن آپ اس کی مذمت کریں ۔

جناب رضا محمد رضا: یہ اسی دہشت گردی کا نتیجہ ہے جو گیارہ سال تک ، پچیس سال تک ہم نے جاری رکھی ۔

(مداخلت)

جناب رضا محمد رضا: جناب والا! میں آخری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب ہم کہتے ہیں کہ دہشت گردی غلط ہے، یہ قابل مذمت اقدام ہے، اس کا خاتمہ ہونا چاہیے تو پھر ہمارے جرنیل کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم پھر آمریت مسلط کریں۔ پھر ہم اقتدار پر مسلط رہیں ہم ان دونوں باتوں کی مذمت کرتے ہیں۔ دہشت گردی کی بھی مذمت کرتے ہیں اور آمریت کی بھی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: رضا صاحب! بیٹھ جائیں۔

جناب رضا محمد رضا : ایک بار پھر میں مولانا صاحب کی ناقابل فراموش قربانیوں پر تہہ دل سے خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : یہ بات اچھی کی ہے۔ گلشن سعید صاحبہ۔

محترمہ گلشن سعید : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہمیں مولانا شاہ احمد نورانی جو ہمارے سینیئر بھائی تھے، ان کے بچھڑنے کا بہت افسوس ہے۔ یہ ایک ایسا صدمہ ہے جو ہمارے لئے ہی نہیں بلکہ پورے پاکستان اور عالم اسلام کے لئے ہے۔ وہ عالم فاضل اور شاندار سنجیدہ قسم کے سیاستدان بھی تھے۔ مجھے یاد ہے کہ جب بھی میں ہال میں آتی تھی تو ان کو دیکھ کر سب سے پہلے السلام وعلیکم کرتی تھی۔ وہ بڑے اچھے طریقے سے جواب دیتے تھے، حال پوچھتے تھے۔ ان کی یادیں ہمارے ساتھ رہیں گی اور جس طریقے کے وہ سیاستدان تھے خدا کرے کہ ہم سب کو ویسا بننا نصیب ہو۔ بہت متحمل مزاج اور اچھے انسان تھے، اللہ تعالیٰ ان کو جوار رحمت میں جگہ دے اور ہمیں اور ان کے لواحقین کو صبر دے۔ میں سمجھتی ہوں کہ آج ان کی وجہ سے ہمارے اپوزیشن کے سارے بھائی یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ بڑی خوشی ہو رہی ہے۔ کاش کہ یہ اس کو اپنا طریقہ بنا لیں۔ مولانا کی خاطر آئندہ بھی اجلاس میں تشریف لایا کریں۔ مجھے بڑی خوشی ہو گی۔ شکریہ۔

اب میں جناب چیئرمین! آپ کی توجہ کل جو صدر پاکستان پر حملہ ہوا ہے اس طرف دلانا چاہتی ہوں کہ یہ ایک المناک واقعہ ہے جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ جناب چیئرمین! پرویز مشرف صاحب نے دنیا کے بدلتے ہوئے حالات میں جس طرح پاکستان کو بچایا ہے، اس قوم کو بچایا ہے، وہ قابل قدر ہے۔ انہوں نے پارلیمنٹ بحال کر دی ہے، میرا خیال ہے ہمیں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔

1999ء میں ملک کی یہ حالت تھی کہ زرمبادلہ ختم تھا اور ہم ڈیفالٹر تھے۔ آج ہمارے پاس

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین : ڈار صاحب! بڑی سخت باتیں ہوئی ہیں اور سب نے سنی ہیں، اب تھوڑا سن لیں پھر بعد میں بات کریں گے۔

(مداخلت)

Mr. Deputy Chairman : Let me clear

اس پر پوری discussion ہونے والی ہے۔ I hope that you will stay here.

جناب محمد اسحاق ڈار : میری گزارش ہے آپ نے خود ----

جناب ڈپٹی چیئرمین : انہوں نے جو کہا ہے، ابھی وہ جواب دے رہی ہیں پھر آپ جواب دیں۔

محترمہ گلشن سعید : 1999 میں زرمبادلہ کی جو حالت تھی وہ سب کے سامنے ہے۔ آج اقتصادی ترقی کا پہیہ تیزی سے چل رہا ہے۔ تمام اقوام عالم پاکستان سے اپنے روابط رکھنا چاہتی ہیں اور ہم سے تجارت کرنا چاہتی ہیں۔ ملک کے ریونیو میں بھی اضافہ ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : گلشن سعید صاحبہ! یہ آپ نے patch up کر دیا ہے۔ جو کل ہوا تھا اس پر پوری discussion ہونے والی ہے۔ اس پر آپ دل بھر کر بولیں۔ اس وقت جو subject ہے نورانی صاحب کا ----

محترمہ گلشن سعید : Subject نورانی صاحب کا اپنی جگہ پر ہے۔ اس پر میں نے افسوس کر دیا ہے۔ آپ مجھے اس بات سے نہیں روک سکتے کہ صدر صاحب کی جان پر حملہ ہوا ہے اور ہم خاموش رہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : دیکھیں، اس پر debate ہونے والی ہے۔

محترمہ گلشن سعید : نہیں، debate ہو، میں تو اس وقت بات کروں گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : آپ debate سے پہلے بولیں گی۔

محترمہ گلشن سعید : جی میں بولوں گی، میں بول سکتی ہوں پوائنٹ آف آرڈر پر ---

Mr. Deputy Chairman : You have got just one minute.

محترمہ گلشن سعید : وہ بھی کسی اور کو دے دیں، آگے میری تقریر کو ڈسٹرب کیا گیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : نہیں، میں کسی اور کو نہیں دیتا۔ آپ کو ایک منٹ دے رہا ہوں،بولیں۔

محترمہ گلشن سعید : پرویز مشرف صاحب اس ملک کا اثاثہ ہیں۔ میں نے آج تک ان کے بارے میں، صدر صاحب کے بارے میں اس طرح کی کوئی بات نہیں کی، میں سمجھتی ہوں کہ وہ ہمارا قیمتی اثاثہ ہیں۔ جس طرح دوسروں کو اپنے لیڈر پسند ہیں ہمیں بھی پسند ہے۔ ہم بھی بات کر سکتے ہیں۔ انہوں نے سپریم کورٹ کی ہدایت پر تین سال میں جمہوریت بحال کی اور آج ہم جمہوریت کا تسلسل رکھے ہوئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ان کے خلاف ابھی بھی کچھ قوتیں ہیں جو ان کو ہٹانا چاہتی ہیں۔ میں اس کی پرزور مذمت کرتی ہوں۔ سارے سینیٹر بہنیں اور بھائی اس کی مذمت کرتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ جو لوگ اس قصے کے ذمہ دار ہیں یا جو ان پر بار بار حملے کر رہے ہیں، ان کو ان کے انجام تک پہنچایا جائے۔ میں یہ resolution لانا چاہتی ہوں کہ ان کی زندگی پر جو حملے ہو رہے ہیں، ہم سب اس کے خلاف آواز اٹھائیں اور اس کا سدباب کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : Thank you very much. اور بھی کچھ کہنا ہے۔

محترمہ گلشن سعید : میں نے صرف تین منٹ لئے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : نہیں، نہیں۔ میں نے آپ کو بولنے سے نہیں روکا تھا۔ میں نے صرف آپ سے یہ کہا تھا کہ -------

محترمہ گلشن سعید : دیکھیں جناب! ہم نے سب کی تقریریں سنی ہیں۔ میں بولی ہوں تو میرے بھائی اسحاق ڈار صاحب ایک دم اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ مجھے disturb کر دیا ہے۔ انہوں نے میری ساری تقریر ہی غلط کر دی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : ارے بھائی ڈار صاحب! آپ نے کیوں ان کی تقریر غلط کی ہے۔

(قہقہے)

محترمہ گلشن سعید : ان کا weak point dollars ہیں۔ بارہ ارب ڈالر کہاں گئے۔ وہ

سارے کھائے گئے تھے۔ ان کے ہوتے ہوئے وہ سارے ڈالر ختم ہو گئے تھے۔ ان کی حکومت نے وہ سارے dollars ختم کر دیئے تھے۔ ان کا weak point dollars ہیں۔ اب ان کو نظر آ رہا ہے کہ خزانہ پھر بھر گیا ہے۔ ہم پھر آئیں اور پھر ان dollars کی صفائی ہو جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔انہوں نے بڑا تالا لگایا ہوا ہے۔ جناب اسلم بلیدی صاحب۔

جناب محمد اسلم بلیدی: شکریہ جناب چیئرمین! میں اپنی طرف سے اور اپنی نیشنل پارٹی کی طرف سے مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم کو ان کی مذہبی، سیاسی اور جمہوری جدوجہد پر خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! جمہوری اداروں کی بحالی، آئین اور قانون کی بالادستی کی جدوجہد کے اس اہم موڑ پر مولانا صاحب کی رحلت یقیناً ایک قومی سانحہ سے کم نہیں۔ خصوصاً ان قوتوں کے لئے، ان سیاسی forces کے لئے، جو اس ملک میں جمہوریت، آئین اور قانون کی بالادستی کے لئے جدوجہد میں مصروف ہیں، مولانا کی رحلت ان کے لئے یقیناً ایک بڑا سانحہ ہے۔ اس خلاء کو مستقبل قریب میں پر کرنا بھی ہم جمہوری قوتوں کے لئے ممکن نہیں ہے۔ لیکن جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت مولانا صاحب کو خراج عقیدت پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہو گا کہ ہم ان کے mission کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔ ان کے mission کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ان کے سیاسی ورثہ اور اس ملک کی جمہوریت پسند قوتوں کے ساتھ مل کر اپنی جدوجہد کو آگے بڑھائیں۔

جناب والا! مولانا کی رحلت سے یقیناً اس ملک کی جمہوری قوتوں کو ایک صدمہ پہنچا ہے اور جمہوری قوتوں کے لئے ایک خلاء پیدا ہوا ہے۔ اس ملک کی جمہوری قوتیں سیاسی جدو جہد پر یقین رکھتی ہیں اور یہی مولانا صاحب کا mission تھا۔ مجھے بھی ایک ادنیٰ سیاسی کارکن کی حیثیت سے گزشتہ ایک سال یعنی ایک مختصر مدت تک مولانا صاحب کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا تو میں نے مولانا صاحب سے یہی اخذ کیا ہے کہ وہ اس ملک کے اندر ایک حقیقی، وفاقی، جمہوری اور پارلیمانی نظام کے قائل تھے۔ وہ اس ملک کے اندر آئین اور قانون کی بالادستی کے قائل تھے، وہ اس ملک کے اندر عوام کے حق حاکمیت کے قائل تھے، وہ اس ملک کے اندر مذہبی منافرت، دہشت

گردی، مسلکی منافرت کے سخت خلاف تھے۔ وہ اس ملک کے اندر ایک ترقی پسندجمہوری civil society کے قیام کے حامی تھے۔

آپ کے توسط سے اس ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام ساتھیوں سے، چاہے ان کا تعلق سرکاری benches سے ہے یا opposition benches سے ہے، درخواست کرتا ہوں، اس دن کی مناسبت سے کہ جب ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو یہ لفظ، یہ term, یہ اصطلاح ہماری ایجاد نہیں ہے، اسے ہم نے ایجاد نہیں کیا ہے بلکہ جمہوریت یا جمہوری نظام حکومت کو دنیا میں مہذب قوموں نے حکمرانی کے مسلمہ اصول کے تحت ایجاد کیا ہے اور ہم اس جمہوری جدو جہد کو آگے لے جا رہے ہیں ۔ تمام ساتھیوں سے گزارش یہی ہے کہ مولانا کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ہم ان کے راستے پر چلیں۔

جناب چیئرمین ! جہاں تک کل کے واقعے کا تعلق ہے تو ہم دہشت گردی، تشدد، violence اور ہر اس قسم کے عمل کی مذمت کرتے ہیں جو تشدد پر مبنی ہو، جو violence پر مبنی ہو۔ سیاسی اختلافات اپنی جگہ، بجا طور پر ہم ایک دوسرے سے سیاسی اختلافات رکھتے ہیں اور وہ بھی اصولوں کی بنیاد پر لیکن کسی کی جان لینے کے حق میں ہرگز نہیں ہیں۔ چاہے وہ ہمارا سب سے بڑا سیاسی مخالف ہی کیوں نہ ہو۔ ہم اس واقعے کو condemn کرتے ہیں اور اس کی مذمت کرتے ہیں اور حکومت سے گزارش کرتے ہیں کہ اس قسم کے واقعات کی روک تھام کے لئے اقدامات کرے۔

آج صدر صاحب پر حملہ ہوا ہے تو ہم اس کی مذمت کر رہے ہیں لیکن جیسا کہ دوستوں نے کہا کہ بدامنی کے شکار اس ملک میں سینکڑوں لوگ مر رہے ہیں، اس قسم کے واقعات کا شکار ہو رہے ہیں۔ ان کا بھی ہمارے حکومتی ساتھیوں کو سد باب کرنا چاہئیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ذرا wind up کریں اب۔

جناب محمد اسلم بلیدی: میں پارٹی کا لیڈر ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کے تقریباً آٹھ منٹ ہو گئے ہیں۔

جناب محمد اسلم بلیدی:چلو ڈھائی منٹ تو باقی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈیڑھ منٹ۔

جناب محمد اسلم بلیدی: تو کہنے کامقصد ہے کہ واقعہ قابل مذمت ہے لیکن اس واقعے کو ہم ایک شخص تک محدود نہ کریں۔ Law and order situation خراب ہونے کی وجہ سے سینکڑوں لوگ مر رہے ہیں' اس کو بھی مد نظر رکھیں۔ ہمارے حکمرانوں کو چاہئے ' ہمارے صاحب اقتدار لوگوں کو چاہئے کہ اس ملک کے عوام کو اگر کوئی بڑی چیز نہیں دے سکتے تو نہ دیں لیکن کم ازکم تحفظ فراہم کرنا تو حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اگر تحفظ فراہم نہیں کرسکتے تو حکومت آج یہ اعلان کرے کہ ہم عوام کو تحفظ فراہم نہیں کر سکتے اور عوام اپنے تحفظ کا خود بندوبست کریں۔ میں انہی باتوں کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔مہربانی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ اسلم بلیدی صاحب۔ بڑی اچھی تقریر کی آپ نے۔ عباس کمیلی صاحب۔

جناب محمد عباس کمیلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (عربی) حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صاحب کی وفات پر جس قدر رنج وغم کا اظہار کیا جائے کم ہے۔ مولانا اسم بامسمیٰ تھے۔ ان کی شخصیت بھی نورانی تھی ان کا قلب بھی نورانی تھا' ان کا ذہن بھی نورانی تھا' ان کی زبان بھی نورانی تھی' ان کی تبلیغ بھی نورانی تھی' ان کی سیاست بھی نورانی تھی' ان کی قیادت بھی نورانی تھی۔ یہی سبب ہے کہ وہ ایم ایم اے کے سب ساتھیوں کو ساتھ لے کر چلنے میں کامیاب رہے۔ اور چونکہ میرا بھی تعلق کراچی سے ہے' ایک عرصے سے ان سے شناسائی تھی تو میں نے دیکھا کہ مذہبی رواداری ان میں انتہا کی تھی۔ وہ صرف اپنے ہی مسلک اور اپنے ہی ہم عقیدہ لوگوں سے محبت نہیں کرتے تھے بلکہ تمام مسلمانوں سے وہ یکساں طور پر محبت کرتے تھے اور انہوں نے کبھی منفی تبلیغ نہیں کی۔ وہ حقیقی معنوں میں مبلغ تھے۔ تبلیغ دن رات ان کا مشغلہ تھا۔ جیسا کہ ابھی ابھی کہا گیا کہ ڈیڑھ لاکھ کافروں کو انہوں نے مسلمان کیا' ڈیڑھ لاکھ کافروں کو مسلمان کیا اور کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا۔ یہ ہے حقیقی اسلام کہ کافروں کو مسلمان کیا جائے نہ کہ مسلمانوں ہی کی تکفیر کی جائے' مسلمانوں ہی کو کافر کہا جائے۔ یہ حقیقی تبلیغ ہے اور اسی تبلیغ سے اسلام پھیلا ہے' یہ تبلیغ پیغمبر اکرمؐ نے کی تھی۔ مولانا نے نفرتوں کی سیاست نہیں کی' دہشت گردی

کی سیاست نہیں کی، تعصبات کی سیاست نہیں کی بلکہ محبتوں کی سیاست کی اور نفرتوں کا خاتمہ کیا۔ وہ سب کے لئے ہردل عزیز تھے، انہوں نے کوئی عسکری تنظیم نہیں بنائی، کوئی جہادی تنظیم نہیں بنائی بلکہ وہ محبت کے ذریعے اپنا پیغام نشر کرتے رہے اور سیاست بھی انہوں نے جو کی وہ سیاست حصول جاہ و منصب کے لئے نہیں کی، حصول دولت کے لئے نہیں کی بلکہ سیاست عبادت سمجھ کر کی۔ سیاست واقعی اگر صدق دل سے عبادت کی نیت سے کی جائے تو یہ عبادت ہے اور دین سے جدا نہیں۔ اپوزیشن میں رہے لیکن اپوزیشن برائے اپوزیشن نہیں، مخالفت برائے مخالفت نہیں بلکہ قرآن کی جو تعلیم ہے وتعاونو علی البر والتقویٰ ولا تعانوں علی الاثم والعدوان) کہ نیکی اور تقوٰی میں تعاون کرو، برائی میں، گناہ میں تعاون مت کرو۔ یہ مولانا کی سیاست تھی۔ میں بغور مولانا کو دیکھتا تھا جب میرے سارے بھائی ڈیسک بجا رہے ہوتے تھے اور مختلف نعرے بلند کر رہے ہوتے تھے تو مولانا خاموشی کے ساتھ کھڑے رہتے تھے، یہ ان کی بزرگی تھی، شائستگی تھی، ایک عالمانہ شان تھی۔ انہیں بہتر معلوم تھا کہ کیا کرنا چاہیئے اور کیا نہیں کرنا چاہیئے۔ جس قدر انہیں خراج عقیدت پیش کیا جائے کم ہے۔ ایک عالم دین کو جیسا ہونا چاہیئے ویسی ہی مولانا کی شخصیت تھی۔ جہاں تک جنازے کی گفتگو ہوئی تو یقیناً میرا بھی غریب خانہ نشتر پارک سے چند قدموں کے فاصلے پر ہے، میں نے بھی جنازہ دیکھا۔ شاید جو جنازے میں نے اپنی اس زندگی میں دیکھے ہیں، میں کہوں گا کہ یہ ان میں ایک بہت ہی بڑا جنازہ تھا، ایک ہجومِ کثیر تھا کہ جہاں تل دھرنے کو جگہ نہیں تھی۔ وہ ایک مسلک کے لوگ نہیں تھے، ایک فرقے کے لوگ نہیں تھے، تمام مسلمان سمٹ کر آئے تھے، خواہ ان کا تعلق کسی پارٹی سے ہو۔ خدا ہم کو اور تمام علماء کرام کو انہی کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا کرے اور ان کے درجات کو بلند کرے۔ جہاں تک کل کے واقعہ کا تعلق ہے تو جب مجھے موقع دیا جائے گا تو میں اس پر بھی اظہار خیال کروں گا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ کمیلی صاحب۔ جناب رحمت اللہ کاکڑ صاحب۔

جناب رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ: آج treasury benches اور اپوزیشن کے ساتھی حضرت مولانا شاہ احمد نورانی نور اللہ مرقدہ کی وفات کے سلسلے میں حاضر ہیں اور ان کو خراج

تحسین پیش کرنے کے لئے جمع ہیں۔ ہمارے وزراء صاحبان تو شاید ڈنر کے شوق میں تشریف لیجا چکے ہیں' ان کو شاید ڈنر مولانا کی اس مجلس سے زیادہ عزیز تھا ورنہ اتنی بھی مجبوری نہ تھی' ایک آدمی چلا جاتا باقی یہاں تشریف فرما ہوتے۔ میں نے آپ کی خدمت میں written بھی point out کیا ہے کہ باقی treasury benches کے دوست بھی ایک ایک کر کے تشریف لیجا رہے ہیں لیکن کیا کہا جا سکتا ہے۔

حضرت مولانا کو بطور ایک religious scholar اگر سامنے رکھا جائے تو میں مختصراً دو الفاظ میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر ہم واقعی مولانا کی علمی اور دینی خدمات سے متفق ہیں تو اس معزز ہاؤس کے ذریعے اسلامی نظام کے لئے قانون سازی' ان کو خراج عقیدت پیش کرنے کا سب سے بہترین ذریعہ ہے۔یہ وہ وعدہ ہو گا کہ جو برصغیر کے مسلمانوں سے قیام پاکستان سے قبل کیا گیا تھا۔ جناب چیئرمین! مسلمانان پاکستان کا حافظہ اتنا بھی کمزور نہیں ہے' اس مملکت کی تعمیرکس لئے ہوئی ہے۔ کتنے گھر اجڑے' کتنی ہماری مائیں اور بہنیں بیوہ ہوئیں' ان کے عزیز و اقارب کہاں کہاں در بدر ہوئے؟ اور ان کی املاک کہاں گئیں۔ ہمارا مدعا تو یہ تھا کہ علماء حق کی قیادت میں مملکت پاکستان ہو گی جس کا نظریہ قرآن و سنت ہو گا ۔ ہمارے 73ء کے Constitution میں واضح طور پر موجود ہے کہ دس سال کے بعد اگر پارلیمان پاکستان کوئی قانون قرآن و سنت کے مطابق نہ بنا سکی تو تمام قوانین خود بخود قرآن و سنت کے مطابق آئین کا حصہ بن جائیں گے۔اب معلوم نہیں کہ اس clause کا کیا ہوا یا اس پر عملدرآمد نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں؟ اگر ہم مولانا شاہ احمد نورانی کی سیاسی لیڈر کی حیثیت سے شخصیت کو سامنے رکھیں گے تو روز اول سے لے کر آج تک ماسوائے چند دن یا چند مہینے یا سال وہ بھی غلطی سے یا miscalculation ہوئی ہے جب لوگوں کو ان کے جمہوری حقوق ملے ہیں جس کے لئے مولانا نے کوشش کی تھی۔ آج اس ملک کے چودہ کروڑ عوام کو کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے؟ کیوں پارلیمنٹ اور judiciary کی supremacy کو سامنے نہیں رکھا جا رہا ہے۔ آپ کے توسط سے میری گزارش ارباب اختیار سے بھی یہی ہے کہ 1973 کے آئین کو بغیر کسی ترمیم کے فوری طور پر بحال کیا جائے ۔یہ اس ملک کے عوام پر کوئی احسان نہیں ہو گا' بلکہ ان کے حقوق "بعد از خرابئ بسیار" ملیں گے۔ جناب! میں wind up کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کاکڑ صاحب! دیکھیں آپ ذرا موضوع سے ہٹ رہے ہیں' آپ subject میں رہیں اور آپ کا time بھی ختم ہونے والا ہے .please, wind it up

جناب رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ: جناب! ابھی تو دو منٹ ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب آپ کے ساڑھے چار منٹ ہوگئے ہیں۔

جناب رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ: اور treasury benches کے دوستوں کی تو یہ خواہش رہی ہے کہ Opposition والے بیٹھیں' بولیں اور جب وہ بولتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بولنے والے زیادہ ہیں پھر سب کی باری نہیں آئے گی۔

جناب رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ: بہرحال! خدا کرے کہ یہ ملک امن کا گہوارہ ہو' اس ملک میں قرآن و سنت کی بالادستی ہو۔ کل کے واقعے کے سلسلے میں ہمارے ساتھی' دوست' ہمارے اکابرین فرما چکے ہیں کہ ہم اس کی پرزور اور شدید مذمت کرتے ہیں۔ ہمارے Minister Information تو تشریف لے جا چکے ہیں۔ انہوں نے یہ کوشش کی ہے کہ ہمیں ایک سند دی جائے کہ شکر ہے کہ مذہبی حلقوں نے بھی شدید مذمت کی ہے۔ امید ہے کہ یہ بات ان تک پہنچ جائے گی کہ مذہب ہمیشہ امن و آشتی کا پیغام دیتا ہے اور اسلام یا اسلامی جماعتوں سے وابستگی ایک خوش قسمتی والی بات ہے۔ مذہبی جماعتوں کو minister صاحب کے certificate کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ان کو اس ملک پر احسان کرنا ہے تو جو انہوں نے satellite پر musical channels کے permits دیئے ہیں جس سے کھلی اور نیم برہنہ فحاشی کا سیلاب آیا ہوا ہے' اس کو روکا جائے۔ ان کے licences منسوخ کئے جائیں۔ وطن عزیز میں شراب کی بھرمار ہے۔ میں آخری point پر-----------

جناب ڈپٹی چیئرمین: دیکھیں یہ بالکل ہی بے تعلق point ہے۔

جناب رحمت اللہ خان کاکڑ: جناب! میں شراب کے متعلق بات کرنے والا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شراب کا تعلق نورانی صاحب سے کیا ہے۔

جناب رحمت اللہ خان کاکڑ: یہ بات ممکن ہے کسی کو اچھی نہ لگے لیکن میری گزارش یہ ہے کہ پہلے تو شراب رات کی تاریکی میں پی جاتی تھی اور بیچی جاتی تھی' اب دن

دیہاڑے پی اور بیچی جاتی ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: چرس اور افیون کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے ۔

جناب رحمت اللہ خان کاکڑ ، جناب ! ہم ہر اس چیز کی مذمت کریں گے ۔ ہیروئن کی وجہ سے ہماری حکومتی پارٹی میں کروڑ پتی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ہم اس کی مذمت کرتے ہیں ۔ہم اسلحہ کی مذمت کرتے ہیں ۔ میں ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مہربانی فرمائی اور مجھے دو منٹ کا وقت دیا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، کاکڑ صاحب آپ کو سات منٹ کا وقت ملا ہے ۔ The House is adjourned for about ten minutes and it will reassemble..

(interruption)

Mr. Deputy Chairman: No, I said we are adjourning for ten minutes.

Mian Raza Rabbani: No sir, if we adjourn now then you would be reconvening....

Mr. Deputy Chairman: Well, actually I have got eleven members to speak.

جناب وسیم سجاد، جناب ! میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس وقت میرے خیال میں اپوزیشن کے تین ممبر ہیں ، ان کو دو دو منٹ بول لینے دیا جائے ۔ حکومتی ممبران next session میں پھر بات کرلیں گے ۔

(مداخلت)

Mr. Deputy Chairman: Would the government members agree?

جناب وسیم سجاد، I think so, یہ اگلے اجلاس میں بولیں گے ۔

(مداخلت)

جناب وسیم سجاد: میری گزارش یہی ہو گی کہ ان کو دو دومنٹ دے دیں۔ ہمارے ممبر اگلے اجلاس میں بات کریں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ان کو سات سات منٹ دئیے ہیں یہ پھر بھی ناراض ہیں۔

جناب وسیم سجاد: ایک گھنٹے کا فیصلہ ہوا تھا، اس وقت دو گھنٹے ہو گئے ہیں۔ میرے خیال میں ان کو دو دو منٹ دے دئیے جائیں تو یہ مکمل ہو جائے گا اور اس کے بعد اجلاس adjourn کردیں۔ یہ اس پر بعد میں بات کرلیں گے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: Order in the House. وسیم صاحب! آپ از راہ مہربانی بیٹھ جائیں۔ دیکھیں جی I think we will do that, I think we will give you time in the next session and آپ کے چار آدمی رہ گئے ہیں۔ Now who would like to speak. اب دیکھیں انہوں نے کچھ arrangement کی ہوئی تھی I was not aware of that arrangement. ابھی یہ Leader of the House ہیں he is controlling your House.

Mian Raza Rabbani: Sir, the point is that it was agreed .....

Mr. Deputy Chairman: Who would like to speak first from the Opposition.

اب آپ آپس میں فیصلہ کرلیں۔

مولانا راحت حسین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کل نفس ذائقة الموت۔ سب سے پہلے میں آپ کا اور معزز ایوان کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صاحب کی وفات کے سلسلے میں اپنے الفاظ اور اپنے احساسات کا اظہار کیا لیکن افسوس کی بات ہے کہ جب کسی ایک فرد کو خراج عقیدت پیش کرنے کا موقع آجاتا ہے تو دوسرے مسئلے اس میں اٹھائے جاتے ہیں۔ یہ صرف مولانا شاہ احمد نورانی صاحب سے عقیدت کی بات تھی اور میں اگر یہ کہوں کہ مولانا صاحب کی بہت ساری خدمات تھیں تو پشتو کا ایک شعر یاد آتا ہے جو باباعبدالرحمان صاحب

مرحوم کا ہے۔

چہ ژوندے دوم تاسو وشیتے دوم پہ کانڑو

وس م خہ بنکلہ لوئی دفتر کانیری

ہر انسان کو یہاں سے، اس دنیائے فانی سے جانا ہے لیکن بعض دو تین دن یا ایک مہینہ یا ایک سال تک لوگوں کے اور امت کے دلوں میں ہوا کرتے ہیں اور بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں جو ساری زندگی اور ساری عمر لوگوں کے دلوں میں ہوتے ہیں اور ملت کو ان کی خدمات یاد ہوتی ہیں۔

جناب چیئرمین! مولانا شاہ احمد نورانی صاحب کی اچانک موت اس ساری ملت کے لئے ایک المیہ ہے۔ حضرت شاہ صاحب صرف ایک شخص کا نام نہیں بلکہ ایک تحریک کا نام ہے۔ حضرت صاحب بہت ساری صفات کے مالک تھے۔ ایک جاذب، معتدل مزاج اور نہایت ہی نفیس آدمی تھے۔ جناب نورانی صاحب کی یہ صفت کہ انہوں نے ۸ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا۔ جناب نورانی صاحب تقویٰ اور شرافت کے لباس تھے اور ایک مدبر انسان تھے۔ ہر زمانے میں انہوں نے ہر ظلم کے خلاف آواز اٹھائی اور ہر ظالم کو للکارا۔ جیل اور دوسری قسم کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ہر تحریک میں انہوں نے صف اول کا کردار ادا کیا، خواہ وہ تحریک نظام مصطفیٰ ہو یا تحریک ختم نبوت ہو، خواہ وہ تحریک بحالی جمہوریت ہو یا وہ قانون کی بالادستی کی تحریک ہو۔

ہم مولانا صاحب کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور ہم تو ان کی ساری تاریخ سے اتنے واقف نہیں ہیں لیکن ہم نے ۸، ۹ مہینے ان کے ساتھ گزارے اور ہم نے ان کو ایک جاذب انسان پایا۔ ان کی شفقت اور ان کی محبت کا مشاہدہ کیا بلکہ وہ ہر وقت یہ کہا کرتے تھے کہ ہم دعا گو ہیں کہ اس ملک کا یہ system چلے۔ اس ملک میں اللہ کا نظام ہو، اس ملک میں قانون کی بالادستی ہو۔ تو یقیناً مولانا صاحب کی وفات ایک المیہ اور صدمہ ہے۔ ہم مولانا کے نقش قدم پر چل کر ان مسائل کو حل کر سکتے ہیں۔ جہاں تک مولانا کے نقش قدم پر چلنے کی بات ہے، یہ تو ہمیں اللہ رب العالمین نے قرآن کریم کی تعلیمات میں بتائی کہ ہر اس انسان کی باتیں جو آئندہ نسلوں کے لئے مشعل راہ ہوں ان کو اپنائیں۔ (عربی) ترجمہ۔ تعاون کرو بر اور تقویٰ کی باتوں میں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مولانا صاحب! سمیٹنے کی کوشش کریں۔

مولانا راحت حسین: اس طرح اگر ہم مولانا صاحب کی ان خدمات کو سامنے رکھ کر جو انہوں نے قوم اور ملت کی خاطر انجام دی تھیں' ان کو یہاں نافذ العمل بھی کریں تو مولانا صاحب کے لئے ایک صدقہ ہوگا' نیکی ہوگی اور ان کے لئے خراج تحسین ہوگا۔ ساتھ ہی ہم کل والے دھماکے کی مذمت کرتے ہیں۔ ہم دلائل کی دنیا میں ایک انسان کے ساتھ' ایک فرد کے ساتھ' ایک حکمران کے ساتھ' ایک فوجی کے ساتھ کسی بھی معاملے میں مخالفت کرتے ہیں دلائل کی بنیاد پر۔ ہم کسی کی جان کی اور اس کی ذات کی مخالفت نہیں کرتے۔ ہم ایک فکر اور نظریے کی بات کرتے ہیں۔ اصول کی بات کرتے ہیں۔ بہرحال کل جو کچھ ہوا ہم اس کی بھرپور انداز میں مذمت کرتے ہیں لیکن اس طرح نہیں کہ ہم یہ کہیں کہ مولانا نورانی صاحب کی باتوں کو ہم چھوڑ دیں اور آج کا یہ تعزیتی پیغام جو ہم ان کو پیش کر رہے ہیں' اس کے درمیان کچھ اور باتوں کو لائیں اور اس سارے پروگرام کو تباہ و برباد کریں۔ بہرحال ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اور ساتھ ہی اس ملک میں امن و امان کا مسئلہ جو پہلے سے آ رہا ہے' مولانا اعظم طارق صاحب کو قتل کیا گیا اس کا ابھی تک کوئی سراغ نہیں ملا۔ کسی نے یہ بات کہی کہ مولانا طالبان کے مخالف تھے تو جناب چیئرمین صاحب! میں یہ بات بتاؤں کہ طالبان صرف طالبان نہیں تھے بلکہ حکمران تھے اور پاکستان نے باقاعدہ ان کو تسلیم کیا تھا۔ آخر میں ہم مولانا نورانی صاحب کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ جزاک اللہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب ہدایت اللہ شاہ صاحب۔

سید ہدایت اللہ شاہ: جناب چیئرمین! ہمارے لئے نہایت ہی افسوس کا مقام ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی صاحب اس دنیا سے رحلت کر گئے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ دینی جماعتوں کو یتیم کر گئے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے ہمیشہ حق کا ساتھ دیا ہے اور باطل کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے۔ مولانا نے دو باتیں پاکستان کے اندر اجاگر کی ہیں ایک تو جس کے لئے پاکستان تخلیق کیا گیا تھا اس وقت ایک نظریے کے تحت پاکستان بنایا گیا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ مولانا آخری دم تک اسی نظریے کے لئے جنگ کرتے رہے۔ اور جہاد کرتے رہے ۔ دوسرا مولانا نے سب سے بڑا کام کیاکہ قوم پرستی کے خلاف جہاد کیا۔ کراچی میں

قوم پرستوں کے خلاف ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ صوبہ سرحد اور بلوچستان میں قوم پرستوں کی مخالف جماعتوں کا ساتھ دیا۔ افغانستان میں جب علماء کرام برسر اقتدار آگئے تو مولانا نے دفاع افغانستان کے نام سے تنظیم قائم کی، اس کی قیادت کی۔ اگرچہ بعض لوگوں کو ان کا یہ نظریہ پسند نہیں تھا، ان کو بہت تکلیف تھی لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ مولانا نے جو حق سمجھا اس کا ڈٹ کر ساتھ دیا۔ آخری عمر میں مولانا پاکستان کے تحفظ کے لئے، پاکستان کی سلامتی کے لئے جہاد کرتے رہے۔ حکومت پاکستان کے ساتھ، جناب وزیر اعظم صاحب کے ساتھ، جناب صدر صاحب کے ساتھ یا مسلم لیگ (ق) کے ساتھ افہام وتفہیم کا راستہ نکالتے رہے اور مولانا کا مشن یہ تھا کہ اس ملک کے اندر اللہ کا نظام قائم ہو جائے۔ اس ملک کی سلامتی اور استحکام اسی میں ہے۔ یہی مولانا کا نظریہ تھا۔ آخر میں، میں ایک بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان بننے کے بعد دو عالم دین ایسے گزرے ہیں کہ جنہوں نے پوری قوم کی قیادت کی ہے، ایک مفکر اسلام مفتی محمود صاحب تھے جنہوں نے قومی اتحاد کی قیادت کی اور دوسرے مولانا شاہ احمد نورانی تھے جنہوں نے متحدہ مجلس عمل کی قیادت کی اور آج الحمد للہ مولانا نورانی کی قیادت کی وجہ سے، ان کی صلاحیت کی وجہ سے بڑی کثیر تعداد میں درویش علماء کامیاب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ ہدایت اللہ شاہ صاحب۔ آخری سپیکر ہیں آپ۔

مولانا راحت حسین: نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

نورانی نے عقبہ میں رغبت کا ارادہ کر لیا
روٹھ کر اس دنیا سے جنت کا ارادہ کر لیا
لذت فانی کو چھوڑا۔ مسکرا کر چل دیئے
سارے جھگڑوں سے فراغت کا ارادہ کر لیا
پیر قامل متقی شاہ نورانی جا بسے
قبر نے بھی ان پر شفقت کا ارادہ کر لیا
کون کہتے ہیں مرے ہیں یہ حقیقت ہی نہیں

موت کے پردے میں رحمت کا ارادہ کر لیا

آپ کے ہمراہ ایوان کی خوشبو چلی

کیوں یہاں سے پھول نے رحلت کا ارادہ کر لیا

پھول چننے کے لئے تشریف لے جا کر وہاں

پیر کامل مرشد عالم مفتی محمود کی صحبت کا ارادہ کر لیا

آخر میں مختصر الفاظ میں ، میں شاہ احمد نورانی کو ان کی دینی اور سیاسی خدمات پر خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ والسلام۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : ڈاکٹر ساعد صاحب but this is the last speaker, no more, we don't have the time, it was understanding, please آپ بیٹھ جائیں - دیکھیں understanding تھی کہ آپ لوگ اس پر اگلے Session میں بولیں گے - تنویر خالد صاحبہ this has been decided between the Opposition and the Treasury Benches in the Chairman's office, so I am merely following the orders. آپ انہیں بولنے دیں please. آپ کا نام ہے ہی نہیں یہاں پر - You know, at this stage, you will never be able to finish, Raza Sahib you should be able to convince your people at least, you said three people, we have given chance to three people.

Mian Raza Rabbani: Sir, if you just bear with me for one minute, the time that we are wasting in conversing, if you just give three three minutes to each speaker, we will be through with it sir.

Mr. Deputy Chairman: Alright. You have just two minutes.

ڈاکٹر محمد ساعد : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Mr. Chairman, I can promise you that I would like to be very brief and I would not like to repeat what had already been said. First of all,

many honourable members of the Senate have paid tribute to Maulana Shah Ahmad Noorani for his contributions to the 1973 Constitution. I entirely endorse their views. No doubt he was a great parliamentarian. He beleived in the supremacy of the Parliament and he used to say it openly that this country was liberated by democratic process, by a democratic movement and the armed forces have absolutely no contribution in the liberation of this country, therefore, no member of the armed forces can usurp and should usurp the supremacy of the Parliament. Maulana Noorani Sahib apparently was a very polite man. He was a very soft spoken man but at the same time, he was a man with the strong determination. He was a man with a strong will. Once he was convinced of a cause, he would take it and he would follow it till the logical end. This is apparent from the way he bitterly opposed, he opposed any change or any modification in the 1973 Constitution by non-constitutional methods.

Secondly, Mr. Chairman, Maulana Noorani was educated and brought up as a missionary. And he was to follow the foot-steps of his illustrious, father Abdul Haleem Siddiqui. As many of my friends have commented, much of his time was spent in South America and in the Pacific Asia in the propagation of the Islamic religion and it is to his credit that through him thousands and thousands of people received the light of Islam. But his contribution did not end only in the conversion, he also ensured, that the converts should also be educated to observe and understand the fundamentals of Islam.

Mr. Chairman, Noorani Sahib was also a very captivating orator

as we all know, he could speak fluently, not only in urdu, but also in English and French-----

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر صاحب ! آپ کا یہ "short" کچھ زیادہ "long" نہیں ہو گیا ہے۔

Dr. Muhammad Saad: Just one minute. He consciously and deliberately used his faculty of oratory in the propagation of Islam. Mr. Chairman. I entirly agree that in the death of Maulana Noorani Sahib, this august House has lost a great parliamentarian and the country a politician and a statesman of high stature. We pray that God may give the departed soul a distinguished place in heaven. We also pray that God may give courage to the berieved family, his friends and the parliamentarians to bear this shock. Thank you very much.

Mr. Deputy Chairman: Thank you Dr. Sahib.

لیاقت صاحب ! آپ نے ضرور بولنا ہے۔

حاجی لیاقت علی بنگزئی: ضرور بولنا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: تو پھر آپ صرف دو منٹ بول لیں۔ Only two minutes.

حاجی لیاقت علی بنگزئی: صرف دو منٹ جناب ؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: لیاقت صاحب۔

حاجی لیاقت علی بنگزئی: دو منٹ ۔ نحمده و نصلی علٰی رسوله الکریم۔ اما بعد کل نفس ذائقة الموت۔ جناب چیئرمین صاحب! میں اس موقع کو ----

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کا مائیک on ہے۔

حاجی لیاقت علی بنگزئی: جی، on ہے۔ میں حضرت شاہ احمد نورانی مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ان باتوں کو نہیں دہراؤں گا جو اس ایوان کے معزز اراکین نے ان

کی علمی، سیاسی، سماجی اور مذہبی خدمات کے حوالے سے کی ہیں۔ وقت مختصر ہے۔ مجھے ان کی صحبت میں نو مہینے فیضیاب ہونے کا موقع ملا میں نے ان جیسا شفیق شخص بہت ہی کم پایا۔ آپ یقین کریں ان کی موت سب دوستوں کے لیے اچنبھے کی بات ہوسکتی تھی لیکن میرے لیے ان کی موت کوئی اچنبھے کی بات نہیں تھی وہ اس لیے کہ قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید بدھ کے دن جب ہم سینیٹ کے اجلاس میں آنے کے لیے پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں بیٹھے ہوئے تھے تو باتوں باتوں میں ہمارے ایک دوست نے ان سے فرمایا کہ مولانا صاحب! ہم آپ کو کب الوداعی پارٹی دیں تو انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا کہ الوداعی پارٹی کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔ تو مجھے اسی وقت محسوس ہوا واقعی قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید۔ ان کو جمعرات کے دن سفر آخرت پر جانا تھا تو انہوں نے بڑے خوبصورت انداز میں اپنا یہ جملہ دہرایا کہ الوداعی پارٹی آنے کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔ میں ان کی علمی، سیاسی اور مذہبی خدمات کا حوالہ اس حوالے سے دینا نہیں چاہوں گا جیسے میں نے آپ سے وعدہ بھی کیا تھا کہ میں صرف دو منٹ لوں گا۔ بہرحال میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ لیاقت صاحب۔ Tanvir Khalid Sahiba, I will give you two minutes the last speaker on this side.

مسز تنویر خالد: آج کے دونوں issues بڑے اندوہناک بھی ہیں اور غمگین بھی ہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی بیشک he was a great religious leader اور میرے شہر کراچی کے رہنے والے تھے۔ تراویح وہ ہمیشہ پڑھاتے رہے۔ ان کے مزاج کی سادگی اور انکساری سب پر واضح ہے اور میرے colleague رہے ہیں۔ میرے معزز مقرروں نے ان کی جتنی صفات بیان کی ہیں وہ سب کی سب ان میں موجود تھیں بلکہ جو صفات تھیں وہ بیان سے بھی باہر ہیں اور جو دوسری بات ہے شروع میں دونوں پر بات ہو رہی تھی۔ کل جو دہشت گردی کا واقعہ ہوا we condemn it. بہت ہی سخت سزا دہشت گردوں کو ملنی چاہیئے جنہوں نے یہ دہشت گردی کی ہے اور ہمارے صدر نے اس قوم کے لیے جو کچھ کیا ہے اس میں ایک تو بھلائی یہ ہے کہ یہاں پر اتنی بڑی تعداد جو خواتین کی آپ کو نظر آتی ہے یہ انہی کا احسان ہے لیکن معاشرہ ایسا ہے جو

میں نے دیکھا اور میں بڑی دیر سے بولنے کی first grade citizens, they are the men,
کوشش کر رہی تھی لیکن آخر کار ہمارا نمبر آخر ہی میں آیا۔ شاید probably as we are the
تو ہم ان کی رحلت کو نہایت women, the second rate citizens of our society.
افسوس کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور ان کی مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ان کے لواحقین اور گھر
والوں کو اللہ تعالیٰ صبر و تحمل دے اور دوسری جو دہشت گردی کی بات ہوئی اس کو ہم نہایت
condemn کرتے ہیں اور ہم اللہ کے شکر گزار ہیں کہ اس میں خود ہمارے صدر صاحب اور motor
cade کے تمام افراد محفوظ رہے اور کوئی جانی نقصان نہیں ہوا لیکن اس طرح کی دہشت گردی کا
انسداد ہونا چاہیئے ۔ مجھے کم ہی بولنے کی عادت ہے سو میں اجازت لیتی ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ تنویر خالد صاحبہ ! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میرے خیال میں ہر ایک کی اپنی فکر ہوتی ہے۔ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ آپ کا نام بالکل نیچے تھا۔ میں نے دے دیا تھا۔ The House is adjourned for ten minutes to meet again at 9-00 P.M.

[The House was then adjourned for 10 minutes only.]

(وقفے کے بعد اجلاس دوبارہ زیر صدارت جناب ڈپٹی چیئرمین، منعقد ہوا)

Mr. Deputy Chairman : Yes.

CONDEMNATION OF THE ATTACK ON THE LIFE OF THE PRESIDENT OF PAKISTAN

Mr. Wasim Sajjad : Mr. Chairman, I think all the honourable members who wanted to make statement regarding the sad incident of yesterday, have made the statement and I only wish to make a statement on behalf of the government regarding unfortunate incident which took place yesterday. Sir, as everybody knows just about the time that the motorcade of the President was to pass over that bridge, a bomb, an explosive device exploded which was obviously intended to have an

attempt to the life of the President and we are fortunate that no harm was done and it is a matter of some satisfaction that the incident has been condemned by both sides of the House, and rightly so, because the President of Pakistan represents the dignity, sovereignty and the respect of Pakistan itself and he symbolises that. Therefore, it is a matter of satisfaction that distinguished parliamentarians of the other side: Prof. Khurshid Ahmed, Prof. Ghafoor, Mr. Kanrani and several other distinguished parliamentarians have condemned in the strongest possible terms the attempt on the life of the President. This side sir, of course, we also condemn this act and we feel that this is an act not only against the President personally but also against the state of Pakistan. It is an attempt to destabilise Pakistan. It is an intention to create chaos in Pakistan. As far as the Government is concerned, the Government has taken this very seriously and the Government understands the consequences, understands the severity of what was intended and because of that the Punjab Government which is the Government which was responsible for that particular area has set up an inquiry committee headed by the Additional Inspector General of Police to hold an inquiry to the matter. Other agencies of the state will hold the role of inquiries and come to conclusion and the report shall be submitted to the Government. Sir, why do we feel such incident happened. The reason appears to be in the recent past to the last one year or so. The President has variably led the country and Pakistan has won several diplomatic victories as we know even today the President of Indonesia is in Pakistan, that a several heads

of state have visited Pakistan. Pakistan has received invitations from many other countries. Pakistan is recognised as a respectable member of the international forums and as a front line state against terrorism. It is the President's and the Government's stand against terrorism which have been challenged by these terrorists who are trying to destabilise the country. The President of Pakistan envisages a liberal, lightened and progressive Islamic Republic of Pakistan, which is a vision, which the Government shares and it is the vision which has been challenged by the extremists and the terrorists. The Government of Pakistan would like to re-affirm that it will not be deterred in its vision of Pakistan by these terrorist acts and the Government of Pakistan would also like to state in consonance with the views expressed from the other side that terrorism has no religion and, therefore, to find a cause for this is not very irrelevant but I would say something irresponsible. Such acts are to be condemned in the severest possible terms. We are happy and glad and we are grateful to Almighty Allah that no harm has been done and as I said it is a matter of satisfaction that both sides of the House have condemned this incident .So this is all I had to state sir,on behalf of the Government. Thank you sir.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much. Would any member like to speak? Yes, Razina Sahiba.

محترمہ رزینہ عالم خان: شکریہ جناب چیئرمین صاحب! آپ نے مجھے وقت عنایت فرمایا۔ سب سے پہلے تو میں علامہ شاہ احمد نورانی صاحب کے بارے میں کہوں گی کہ آپ کی شخصیت کے بارے میں اور آپ کی خوبیوں کے بارے میں آج ایوان میں جو کچھ کہا گیا وہ یقیناً

ان کا حق تھا لیکن حق تو یہ ہے کہ حق پھر بھی ادا نہ ہوا کیونکہ آپ کی شخصیت یا آپ کی جو دینی خدمات ہیں ان کا احاطہ آپ کی ۸۰ سالہ زندگی میں پوری طرح نہیں کیا گیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ دین کی خدمت میں آپ کا بہت بڑا کردار رہا ہے اور آپ کی ایک مثبت طرز فکر تھی کہ آپ ہمیشہ مثبت انداز میں سوچتے تھے۔ افہام وتفہیم اور سب کو ساتھ لے کر چلنے کا ایک طریقہ تھا جو کہ آپ کی شخصیت میں نمایاں تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے تمام مسالک کے علماء کو یکجا کیا اور انہیں اکٹھا کر کے ایک platform پر کھڑا کیا۔

آپ کی دینی خدمات بے شمار ہیں اور مجھ سے پہلے معزز مقررین ان کے بارے میں تفصیلاً کہہ چکے ہیں، میں انہیں دہرانا نہیں چاہوں گی۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گی کہ جو آپ کے نقش پا ہیں وہ آج بھی ہمیں دعوت عمل دے رہے ہیں کہ ہم ایک مثبت سوچ اپنائیں اور ایسی سوچ اپنائیں جو ہمارے ملک کے لئے بہتر ہو اور جو ہم مسلمانوں کو ایک platform پر لا کر کھڑا کرے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: رزینہ عالم صاحبہ! میں ایک عرض کروں گا کہ اس وقت جو معاملہ زیر بحث ہے وہ کل کا incident ہے۔

محترمہ رزینہ عالم خان: شکریہ چیئرمین صاحب! جہاں تک کل کے incident کا تعلق ہے میں اس کی پرزور مذمت کرتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ پاکستان میں افراتفری پھیلانے اور اسے کمزور بنانے کے لئے یہ مذموم حرکت کی گئی ہے یہ انتہائی قابل مذمت ہے۔ میں یہ کہوں گی کہ صدر محترم کی ذات پر جو یہ حملہ کیا گیا ہے یہ بزدلی کی ایک نشانی ہے۔ وہ عناصر اس میں کارفرما ہیں جو اس ملک کے، اس پیارے وطن کے استحکام کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، جو اس کی سالمیت کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور اس کی ترقی کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کیونکہ ہمارے صدر محترم نے بہت سے challenges کا نہایت بہادری سے مقابلہ کیا ہے اور آپ کی بہادری کی ایک مثال میں آپ کو بتاؤں کہ کل جس شادی میں وہ تشریف لے گئے تھے میں خود بھی وہاں پر تھی اور ایک شکن بھی ان کے ماتھے پر نہیں تھی اور اللہ تعالیٰ پر ان کا ایمان اتنا پختہ ہے کہ انہوں

نے کہا کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ جو کچھ بھی ہونا ہو گا وہ ہو گا لیکن ملک کی ان کو ہمیشہ فکر ہوتی ہے۔ اپنی ذات کے لئے وہ کبھی پریشان نہیں ہوئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ایسے شخص پر اگر کسی نے حملہ کیا ہے تو اس نے پاکستان کی سالمیت پر حملہ کیا ہے۔ میں اس کی پرزور مذمت کرتی ہوں اور ایک بات جناب چیئرمین! یہاں ضرور کہنا چاہوں گی کہ جو عناصر اس گھناؤنی سازش میں ملوث تھے انہیں ضرور بے نقاب کرنا چاہیئے' انہیں سامنے لانا چاہیئے اور اس طرح کے مقامات' جیسے وہ پل ہے یا دوسرے اہم مقامات ہیں' ان پر اگر short circut cameras ہوں تو اچھا ہوگا۔ یہ میری ایک تجویز ہے کہ اس طرح کی حرکت جو لوگ کرتے ہیں ان کو سامنے لائیں اور ان کے خلاف پوری کارروائی کی جائے۔ جناب چیئرمین! میں اس واقعے کی پرزور مذمت کرتی ہوں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ رزینہ عالم صاحبہ۔ جاوید اشرف قاضی صاحب۔

Lt. Gen.(R) Javed Ashraf : I would like to first of all condemn this incident which took place yesterday, in the strongest possible term. Just imagine what would have been the consequences for the country in case these perpetrators of this crime had succeeded in their nefarious aims . Imagine the chaos, imagine the instability and imagine the far-reaching consequences which would have occurred. Thank God they did not succeed and I think, God was protecting this country and its President.

These elements who have done this, obviously are no friends of Pakistan. Because the President is not an individual. He is also the symbol of the state of Pakistan. He is the Head of the State, not that of the government but that of the State. So, he symbolizez Pakistan. So, it was an attack against Pakistan because attack against our President who because of his courageous actions has brought nothing but respect and

glory to this country and I am sure that with the courage that he has shown, despite this attack which would have affected many peoples nerves but he has shown that he is man of nerves and he has kept a very cool self and I am sure that with this he would continue to lead the country in the same manner.

Sir. I would like to here express also my regret at those friends, those honourable members who tried to take political mileage out not only of this incident but also out of death of a very respected scholar and Allama who departed from us. I wish they had not done that.

Allama Shah Ahmad Noorani was respectable and he got equal respect from Opposition as well as from the Treasury Benches. They have made use of this opportunity to score points which I think is condemnable. However, sir in the end, I would like to express thanks to Almighty Allah who saved the life of our President and also Pakistan.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much. Tariq Azim Sahib.

Mr. Tariq Azim Khan: Thank you Mr. Chairman. I am sure the whole nation joins me in condemning this dastardly act. It was not only an attack on President Musharraf but also an attack on the state of Pakistan.

If the perpetrators of this cowardly act think that they can force Pakistan to abandon its policy to eradicate the evil of terrorism in Pakistan or create a panic or instability in our country. They have failed miserably.

They will not succeed. Mr. Chairman, we will not be deterred. It will do business as usual. We will defeat the evil designs of the enemies of Pakistan. Thank you Mr. Chairman.

جناب ڈپٹی چیئرمین: چٹھہ صاحب۔

جناب نعیم حسین چٹھہ: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ مولانا شاہ احمد نورانی صاحب کی افسوس ناک موت پر یقیناً مجھے بھی بہت رنج، بہت صدمہ ہوا ہے۔ عرصہ سے میں ان کا عقیدت مند تھا۔ کئی دفعہ ان کو سلام کرنے کاموقع ملا۔ وہ نہایت اعلیٰ قسم کی شخصیت، بہت اچھے انسان، بڑے مدبر، بڑے ہی اچھے عالم دین اور بہت اچھے سیاستدان تھے۔ یقیناً ان کی شخصیت اپنی ذات میں پوری انجمن تھی۔ وہ ہر لحاظ سے، ہر پہلو سے یقیناً قابل تقلید تھے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ دے اور ہم سب کو ان کی اصولی زندگی اور ان کی نیکیوں اور ان کی پاک سیرت کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جیسا کہ ان کی پارٹی نے یا بہت سارے اپوزیشن کے لیڈران نے بھی ان کی بہت ساری خوبیوں کا احاطہ کیا ہے۔ یقیناً وہ ان خوبیوں کا مرقع تھے لیکن میمن صاحب نے ایک بات بڑی اچھی کی۔ مجھے اسے دہراتے ہوئے خوشی ہو گی کہ وہ ان ساری خوبیوں کے باوجود، ان کی Scholarly life, ان کے skills اور talents کے باوجود انہوں نے کبھی خواہش نہیں کی کہ متفقہ طور پر اتنے نیک، پاکباز اور لائق بندے کو اپنا Leader of the Opposition شمار کر لیا جائے۔ آج جب وہ فوت ہو گئے ہیں تو اپنے سارے تعصبات، اپنے سارے مفادات کے باوجود ان کی تعریف کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارا اچھا وتیرہ نہیں ہے، ہمیں ایک لائق آدمی اور ایک اچھے پاک سیرت بندے کی اس کی زندگی میں قدر کرتے ہوئے اس کی تقلید اور اس کی عزت افزائی کرنی چاہیئے تھی۔ یہ رویہ افسوسناک ہے کہ اس کے مرنے کے بعد تعریف کی جائے۔ بہرحال چونکہ وہ اب ہم میں نہیں ہیں، وہ بہت اچھے بزرگ تھے۔ ایک دفعہ اپوزیشن بہت احتجاج کر رہی تھی تو وہ کافی دیر سے کھڑے تھے۔ میں نے جا کر عرض کیا کہ بزرگو! آپ کی زندگی کی ہمیں بہت ضرورت ہے، آپ بہت لائق ہیں اور آپ کا یہ شیوہ نہیں، آپ تشریف رکھیں، کھڑے

کھڑے آپ کی طبیعت خراب ہو گی۔ تو کہنے لگے کیا کروں یہ روایت، یہ وضع داری ہے۔ اِن کے ساتھ چلنا ہے۔ بہرحال وہ میری request پر بیٹھ گئے لیکن کئی شرارتی عناصر بھی ہوتے ہیں کسی نے بعد میں point out کیا کہ جی نورانی صاحب نے احتجاج ختم کر دیا ہے تو وہ بیچارے وضع دار انسان تھے پھر اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ مجھے کہنے لگے کہ یار ٹھیک ہے مجھے اسی طرح کھڑا رہنے دو۔

بہرحال میں یہ سمجھتا ہوں کہ جتنی ان کی صلاحتیں تھیں اور اُن کے پاس جو کچھ تھا اس کی ہم نے قدر دانی نہیں کی، اُن سے صحیح فائدہ نہیں اٹھایا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: چٹھہ صاحب issue کل کا incident ہے۔

جناب نعیم حسین چٹھہ: مجھے افسوس ہے اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

کل جو صدر مملکت صاحب کا واقعہ ہوا ہے۔ جنرل پرویز مشرف صاحب پر قاتلانہ حملہ یقیناً قابل مذمت اور نہایت ہی بربریت اور وحشت کا ثبوت ہے۔ یہ کوئی روایتی قسم کی دہشت گردی نہیں ہے بلکہ یہ سوچی سمجھی سازش ہے۔ یہ ایک منصوبہ بندی ہے اور اس ملک سے دشمنی اور غداری کی گئی ہے۔ اس وقت جبکہ سرحدیں غیر محفوظ ہیں، اس وقت جبکہ international سطح پر بہت ساری مشکلات ہیں اور اس نہج پر کہ اسرائیل اور انڈیا کا گٹھ جوڑ ہو چکا ہے against Pakistan and Islam تو اس وقت ملک کو destabilise کرنا اور پھر اُس شخص کو منظر عام سے ہٹانے کی کوشش جو کہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ رہا ہے، جتنی خوبصورتی، ہمت اور جرآت کے ساتھ صدر پرویز مشرف صاحب نے کشمیر کا issue اٹھایا ہوا ہے، terrorism کے خلاف لڑ رہے ہیں اور economic conditions کو انہوں نے لیا ہے اور آج کل اور national issues پر جس ہمت اور جرآت کے ساتھ وہ کام کر رہے ہیں یعنی آبی ذخائر کی تعمیر، یہ یقیناً پاکستان کے لئے ایک بہت بڑی خدمت اور آئندہ آنے والی نسلوں پر ایک بہت بڑا احسان ہے۔ اس وقت اس بندے کو منظر عام سے ہٹانا یقیناً ملک کے ساتھ بہت بڑی دشمنی ہے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ صرف روایتی دہشت گردی نہیں ہے بلکہ یہ ایک بہت بڑی

سازش ہے اور یہ صرف جنرل صاحب کے خلاف نہیں سارے ملک کے خلاف ہے۔ اُن کا وجود ملک کے لئے بہت قیمتی اور بہت ضروری ہے۔ جناب والا! ملک دشمن عناصر کا مکمل طور پر قلع قمع کرنا ہو گا۔ پہلے ہی ملک میں instability ہے اور -----

جناب ڈپٹی چیئرمین: ذرا wind up کرنا شروع کریں۔

جناب نعیم حسین چٹھہ: آپ یہ دیکھیں کہ ابھی حال ہی میں سارک کانفرنس ہونے والی ہے۔ جس طرح پرویز مشرف صاحب اب مسلم امہ کے اتحاد کے لئے کوشش کر رہے ہیں یا عرب لیگ یا OIC کو تقویت دینے کی کوشش کر رہے ہیں، یہ سارا کچھ میں سمجھتا ہوں کہ عالمِ اسلام کے مفاد کے لئے اور اس کے مستقبل کے لئے ضروری ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہو سکتا ہے اس میں ہندو، صیہونی، امریکی کوئی اور ہاتھ بھی ہو سکتا ہے لیکن ہمیں کسی سے خائف نہیں ہونا چاہیئے۔ ہمیں اپنی قوت ایمانی پر بھروسہ کرتے ہوئے، اپنے اتفاق اور اتحاد کی کوشش کرنی چاہیئے۔ میری گزارش اس پلیٹ فارم سے اپوزیشن اور سارے ملک کے عوام الناس سے ہو گی کہ مفادات اور اپنے دوسرے مطالبات کو پس پشت ڈال کر صرف قومی مفاد کو سامنے رکھتے ہوئے ملک کو stabilise کیا جائے اور ملک کی حکومت کا ساتھ دیا جائے تاکہ اس قسم کی بدعتوں، شرارتوں اور دشمنیوں سے نجات مل سکے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: محترمہ کلثوم پروین صاحبہ۔

مسز کلثوم پروین: ہم سب سے پہلے کل کے واقعے کی پرزور مذمت کرتے ہیں اور آج جو بات دیکھنے میں آئی ہے کہ treasury benches کے ساتھ ساتھ opposition نے بھی اس واقعے کی پرزور مذمت کی ہے۔ یہ واقعہ اس وقت ہوا جب SAARC ممالک کی conference ہونے والی ہے۔یہ واقعہ اس وقت ہوا جب مسلم ممالک اکٹھے ہو رہے ہیں۔ مگر ایک بات پر میرا ایمان ہے کہ مارنے والے سے بچانے والا زیادہ طاقتور ہے، اللہ تعالیٰ انہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ مگر اس واقعے کی بڑی سختی سے تحقیقات کی جائیں اور اس سازش کو بے نقاب کیا جائے، ملزموں کو قرار واقعی سزا دی جائے تاکہ وہ اپنے انجام کو پہنچیں۔ اس کے ساتھ مولانا صاحب کے بارے میں تھوڑا کچھ کہنا چاہوں گی کیونکہ آپ جلدی مجھے wind up کے لئے کہہ

دیں گے۔ مولانا صاحب جس شان سے اس دنیا میں آئے اسی شان سے ہی رخصت ہو گئے۔ ہماری رب کریم سے دعا ہے کہ ان کی مغفرت فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے اور مرحوم کے اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ کلثوم پروین صاحبہ۔ وقار احمد خان۔

Mr. Waqar Ahmad Khan: Thank you Mr. Chairman, I will be short and brief as I have noticed, my fellow collegue senators have spoken very eloquently on this issue. First of all, they have spoken very well on the sad demise of Mr. Noorani and also I see them here now touching on the issue that happened yesterday. I do like to point out that I am very sad today that Mr. Noorani is not among us and the very sad demise is untimely and I pray that God rest his soul into heaven.

Coming back to the issue of yesterday, I will be very categorical and brief, I beleive whoever takes this kind of action against the State of Pakistan and the President of Pakistan is no friend of Pakistan and is a foe and this is a cowardly act which I strongly condemn. This incident on the President of Pakistan is taken or was taken to create instability and panic in Pakistan. I must state that the President is a man who has got nerves of steel and who is not to be shaken by this incidence. And I believe that Pakistan for once is moving towards prosperity and Pakistan under his leadership is moving forward in a proper direction. These actions will not deter or stop us from moving in a right direction and the President himself, I believe, will not pay any kind of heed to these actions. I believe that political stability is aimed and once politcal stability is destabilized,

economic stability of a country also goes and I thank God that this action was not successful and I pray for the long life of the President that we have a leader who is taking us into a new millennium with the right direction, with the right vision and I hope that we get down to the root cause of these terrorists and take them to task. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much. Begum Fakher Zaman Sahiba.

مسز فوزیہ فخر الزمان خان: مولانا صاحب بہت شفیق دوست تھے۔ ان کے لئے جو کچھ بھی کہا گیا ہے وہ کم ہے۔ میں ان کے لئے تھوڑی سی دعا کرنا چاہتی ہوں۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نو رستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

اس کے علاوہ جو دوسرا topic ہے تو ماشاء اللہ صدر صاحب کمانڈو رہے ہیں، وہ خطرات سے کھیلنا جانتے ہیں۔ جب تک ان کا وقت نہیں آتا کوئی ان کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ ہم سب کی دعائیں ان کے ساتھ ہیں ۔خدا ان کو لمبی عمر دے۔ (آمین)

Mr. Deputy Chairman: Anybody else who would like to speak . Komaili Sahib.

جناب محمد عباس کمیلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے دوبارہ موقع عنایت کیا۔ ابھی ابھی حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کی المناک موت پر اظہار خیال کیا جا رہا تھا اور اس کے بعد اس وقت یہ دوسرا موضوع زیر بحث ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان دونوں واقعات کا آپس میں گہرا تعلق ہے ۔ نورانی صاحب کی وفات پر جو ایک عوامی سیلاب امڈ کر آیا تھا اور جس کی تشہیر جس طرح سے میڈیا نے کی اس سے ان کی شخصیت بہت زیادہ نمایاں ہوئی اور دنیا کو یہ سمجھنے کا موقع ملا کہ ایک عالم ایسا ہوتا ہے ، ایک مبلغ ایسا ہوتا ہے کہ جس نے کبھی نفرتوں کے بیج نہیں بوئے ، جس نے کبھی منفی تبلیغ نہیں کی بلکہ

جس نے ساری دنیا میں اسلام کا روشن چہرہ پیش کیا ۔ لہذا وہ جو تاثرقائم ہو رہا تھا internationally اس کو ختم کرنے کے لئے، اس کی نفی کرنے کے لئے شاید یہ attempt کیا گیا تاکہ یہ تاثر دیا جائے کہ نہیں، اس ملک میں ابھی ایسے انتہاء پسند موجود ہیں، ایسے دہشت گرد ہیں جو معمولی شخص نہیں بلکہ صدر مملکت پر بھی attempt کرسکتے ہیں، اتنی بڑی شخصیت پر کہ جس کی سیکورٹی کے اتنے بڑے انتظامات ہوتے ہیں، وہ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ وہ کتنے طاقتور ہیں ۔

جناب چیئرمین! اس واقعہ کی سب نے مذمت کی ۔ میں بھی مذمت کرتا ہوں لیکن مذمت سے کام نہیں چلے گا ۔اس واقعہ پر ویسے تحقیقات نہ کرائی جائیں یا اس واقعہ کو الگ کرکے نہ دیکھا جائے۔ یہ واقعہ بھی تسلسل ہے اس دہشت گردی کا جو ایک عرصے سے اس ملک میں ہو رہی ہے اورجس کا یہ ملک شکار رہا ہے ۔دہشت گرد اب کتنے طاقتور ہو گئے ہیں کہ ملک کی سب سے بڑی اور مقتدر شخصیت کی بھی زندگی سے کھلینا چاہتے ہیں ۔وہ دنیا کو یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ وہ کتنے طاقتور ہیں ۔وہ eliminateنہیں ہوئے ۔بات یہ ہے کہ انہیں condemn کرنا ہی ضروری نہیں ہے، انہیں eliminate کرنا ضروری ہے ۔ دہشت گردی کو جڑسے ختم کرنا ہو گا۔

جناب والا! شاخیں کاٹنے سے بات نہیں بنے گی ۔اس واقعہ کے جو ذمہ دار ہیں ان کے بارے میں تحقیقات کی جائیں تو وہ مشکل سے ہاتھ لگیں گے ۔ بات یہ ہے کہ جب تک جڑوں سے خاتمہ نہیں ہوتا دہشت گردی کا اس ملک میں کسی کی بھی جان محفوظ نہیں ہے ۔ اس واقعہ کو، میں پھر کہوں گا کہ ایک عرصے سے جو دہشت گردی ہوتی آئی ہے اس ملک میں، اس تناظر میں دیکھا جائے ۔آپ نے گزشتہ چند مہینوں میں دیکھا کہ کوئٹہ میں کتنی بڑی دہشت گردی ہوئی ۔ یہ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے اور اس سے پہلے کراچی میں جو ایک عرصے سے مذہب کے نام پر اور اسلام کے نام پر دہشت گردی ہو رہی تھی، یہ سب اسی کا تسلسل ہے ۔تو جناب والا! اب وقت آ گیا ہے کہ سختی سے نوٹس لیا جائے اور ان elements کو totally eliminate کیا جائے ۔ اب ایک بھرپور آپریشن کی ضرورت ہے ۔ یہ صدر مملکت پر کیوں attempt ہوا؟ اس کی ایک اور وجہ بھی ہے ۔ اس لئے کہ صدر مملکت پرویز مشرف صاحب اس ملک کے پہلے صدر ہیں یا پہلی مقتدر شخصیت ہیں کہ جنہوں نے war against terror میں عملی شرکت کی اور عملی اقدامات کئے ۔ان سے پہلے جو حکمران آئے وہ دہشت گردوں کی زبانی مذمت کرتے رہے جیسے آج بھی کی گئی

لیکن عملی طور پر ان کی پشت پناہی کرتے گئے - انہیں وزارتیں دیتے رہے ' انہیں نوازتے رہے لیکن پرویز مشرف صاحب نے پہلے دن سے جو کہا وہ کیا اور وہ کرتے جا رہے ہیں -

جناب ڈپٹی چیئرمین: کمیلی صاحب! ذرا wind up کریں -

جناب محمد عباس کمیلی: میں ختم کر رہا ہوں - حالیہ کچھ مہینوں سے اس پالیسی میں کچھ نرمی آئی تھی، ہوسکتا ہے کچھ مصلحتیں رہی ہوں جس کی وجہ سے دہشت گردوں نے پھر سر اٹھایا ہے - لیکن اب جب سر اٹھایا ہے تو ان سروں کو دوبارہ سے کچلنے کی ضرورت ہے اور systematic پروگرام کے تحت اس مذہبی دہشت گردی کو جڑ سے eliminate کیا جائے - اسی میں اس ملک کی بقاء ہے اس کا استحکام ہے اور اگر ہمارے بھائی سب اس دہشت گردی کو condemn کر رہے ہیں تو انہیں بھی war against terror میں شریک ہونا چاہیے - صرف زبانی جمع خرچ کافی نہیں ہے بلکہ عملی طور پر اس کے انسداد کے لئے کام کرنا چاہیئے- میں آخری بات کرنا چاہتا ہوں' اس کے لئے میں بل بھی پیش کروں گا کہ سب کو مل کر اجتماعی کوشش کرنی چاہیئے-

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ بیٹھ جائیں please.

سید محمد حسین: ہم نے وضاحت صرف زبانی جمع خرچ پر نہیں کی ہے- ہم واقعی مذمت کرتے ہیں- یہ بھی منہ سے بولتے ہیں' ہم بھی منہ سے بولتے ہیں- ہم بھی مذمت کرتے ہیں- اگر یہ واقعی میدان میں آنا چاہتے ہیں تو ہم بھی تیار ہیں-

جناب ڈپٹی چیئرمین: مذمت ہو گئی- بلوچ صاحب-

جناب مہیم خان بلوچ: شکریہ جناب چیئرمین! جہاں تک کل کے واقعہ کا تعلق ہے اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے- اس قسم کی دہشت گردی چاہے اہم شخصیت سے متعلق ہو یا اس ملک کے کسی غریب' معصوم دہقان یا چرواہے پر ہو' یہ سب لوگ اس ملک کے فرزند ہیں' دہشت گردی جہاں بھی ہو' جس شکل میں بھی ہو یقینی طور پر کوئی بنی نوع انسان کے حوالے سے اس کو پسند نہیں کرتا اور ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک میں ایسے واقعات نہ ہوں- اس قسم کے واقعات اور بھی بہت سے ہوئے ہیں- کسی کو پھانسی ہوئی ہے' کسی کو ہوا میں اڑایا

گیا ہے۔ بہت سے لوگ اس قسم کے دہشت گردوں کے ہاتھوں شکار ہوئے ہیں۔ سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ اس قسم کے واقعات اس ملک میں متواتر کیوں ہو رہے ہیں؟ ان کا سدباب کیا ہے؟ میں مختصراً یہی کہوں گا کہ اس ملک میں اس وقت سیاسی، جمہوری اور پارٹی کلچر کا جو فقدان ہے، سب سے پہلے ہم سب سیاسی پارٹیوں کو اپنے اندر سیاسی، جمہوری اور پارٹی کلچر کو پروان چڑھانا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس ملک میں ایک تسلسل رہا ہے۔ عوام ہمیں منتخب کرکے بھیج دیتے ہیں لیکن ایوان میں آکر ہم حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے ساتھی ایک دوسرے کے لئے احترام نہیں رکھتے جس طرح آج ایک اہم مسئلے پر بات ہو رہی ہے، اہم مسئلے پر بحث ہو رہی ہے، میرے اپنے حزب اقتدار کے بہت سے دوست اور خاص کر اپوزیشن کے بہت سے دوست اس وقت موجود نہیں ہیں۔ تو اس کا مطلب ہے کہ ہم بذات خود ایسے مسئلوں کو اہمیت نہیں دیتے ہیں۔ ہمیں اہمیت دینی چاہیئے۔ آج ہم اس مسئلے کو اہمیت نہیں دیں گے تو ظاہری بات ہے کل اس قسم کے مزید واقعات ہوں گے۔ اسی لئے تمام پارٹیوں کو اپنے اندر جمہوری کلچر کو پروان چڑھانا چاہیئے تاکہ یہاں ایک مستقل سیاسی فضا قائم ہو۔ اگر یہاں پر مستقل سیاسی فضا قائم ہوگی تو یقینی طور پر پارلیمنٹ صحیح طور پر کام کرے گی۔ اگر پارلیمنٹ صحیح طریقے سے کام کرے گی تو اس پارلیمنٹ کے حوالے سے جو گورنمنٹ بنی ہے وہ گورنمنٹ مضبوط ہوگی۔ گورنمنٹ مضبوط ہوگی تو ہم یقیناً عوام کی جان و مال کا دفاع کرسکیں گے۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ جسٹس رزاق صاحب۔

جناب جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق تھہیم : شکریہ جناب چیئرمین ! آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے مجھے time دیا۔ جناب والا! اس واقعہ کی ہم سب مذمت کررہے ہیں مگر ایک بات کو دیکھنا ہوگا کہ یہ واقعہ اس time پر ہو رہا ہے جب مسلمان ملک کی صدر یہاں دورے پر آئی ہوئی ہے۔ یہ time اس لئے چنا گیا ہے کہ سارک کانفرنس ہو رہی ہے۔ اس واقعہ کو دہشت گردوں نے بڑی importance دی ہے اور پاکستان کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ صدر مشرف پر حملہ پاکستان پر حملہ ہے۔ خدا نے خیر کی مگر ضروری بات یہ ہے کہ ہماری ایجنسیاں کہاں ہیں؟ یہ بم نصب ہوتے ہیں۔ اس پل سے صدر صاحب ۳،۴ دفعہ روزانہ

گزرتے ہیں تو کوئی دیکھ نہیں سکتا کہ کس نے نصب کیا ہے؟ ریموٹ والا تو چلو باہر بیٹھا ہوگا
یکن رکھنے والے کا تو پتا چل جاتا ہے۔ اس پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ اس کی پوری
تحقیقات ہونی چاہیئے اور culprits کو سخت سزا دینی چاہیئے۔ شکر ہے کہ صدر صاحب بچ گئے۔ یہ
صدر کے خلاف نہیں ہے بلکہ پاکستان کے خلاف تخریب کاری ہے اس کا نوٹس لیا جائے۔ شکریہ۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you Justice Sahib. There is no more business in the House. The House is adjourned to meet again on Wednesday, the 17th December, 2003 at 10.30 a.m.

Mr. Wasim Sajjad: Sir, we have already made a request that it should be in the evening.

Mr. Deputy Chairman: But nobody made the request to me.

Mr. Wasim Sajjad: No sir, this is the request which we made to the Chairman because we all made a programme for the 17th. I will be grateful if you do this.

Mr. Deputy Chairman: I will do it this time but let's discuss this in the chamber because I have been approached by a lot of members So I amend the time to read 17.30.

[The House was then adjourned to meet again on Wednesday at 5. 30 pm. on 17th of December, 2003.]